

میلاد النبی

اسپیشل

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْعَقَبُ الَّذِي لَيْسَ يُولَدُ وَلَا يَمُوتُ

لَا شَيْءَ بَعْدِي زَاوِسَانِ خُدا اَسْت
پَرْدَه ناموس دین مصطفی اَسْت

فَلَا تَزَالُ مِنْكُمْ نَفْسٌ كَا تَجْعَلُ

العاقِب

رَبِيعُ الْاَوَّلِ 1431 هـ

مارچ 2010ء

مدرسہ علامہ اظہار خادِم حسین رضوی

نمبر 1

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 عَلَّمَ الْقُرْآنَ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 عَلَّمَ الْقُرْآنَ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 عَلَّمَ الْقُرْآنَ



نگران

شیخ المعیت محمد علی شاہ صاحب
 خادِم حُسَیْنِ رَضَوِی
 خاتم محمد بد و لائی

مدیر

محمد وحید نور

نویس منظر

ظہیر عباس، حافظ محمد فرحان
 مصدع ساجد الرحمن

قیمت 20 روپے

مہالانہ 300 روپے



جلد 3
 شمارہ 3

پیشہ اولیٰ ۱۳۳۱ھ
 مارچ 2010ء

امام الجاہلین: حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی
 مجاہد تحریک لٹری: حضرت مولانا احمد اللہ شاہ مدنی
 مجاہد اعظم: حضرت مولانا سید کفایت علی کافی
 عارف کامل: حضرت مولانا غلام دوستگیر قصوی
 سیف نیام: حضرت فضل احمد لہجانی
 مجتہدین وقت: حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
 قاطع مرزائیت: حضرت پیر سید علی شاہ گڑھی
 زبدۃ الاصفیاء: حضرت خواجہ محمد سلطان عالم نشتیری
 امیر ملت: حضرت سید جماعت علی شاہ علی پوری
 شیخ الاسلام: حضرت علامہ انوار اللہ خان چشتی
 مجاہد کلام: حضرت علامہ خواجہ محمد ضیاء الدین بیادری
 سبحان زبان: حضرت علامہ محمد حسن نقوی
 منظر اسلام: حضرت مولانا نواب الدین مدنی
 مجاہد پاکستان: حضرت مولانا محمد سرور احمد حق دہلوی
 مجاہد شہر ہفت: حضرت مولانا پیر فیض محمد الیاس بریلی
 قاتم مرزائیت: حضرت مولانا محمد کریم الدین دہری
 قاتم تحریک ہفت: حضرت مولانا ابوالحسنات قادری
 مالک احمدیہ: حضرت مولانا سید عبداللہ الدین شاہ
 شاعر مشرق: حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
 عاشق رسول مکی مدنی: حضرت فاضل عالم الدین فتحیہ
 قائد تحریک زمان: حضرت مولانا شاہ عبدالجبار قادری بدایونی
 قائد اہل سنت: حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی
 قائد اہل حق: حضرت علامہ سید امجد سعید شاہ کاشمی
 مجاہد ملت: حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی
 خان بھاری: حضرت علامہ سید محمود احمد شوری
 سید عالم لکھنوی: حضرت مولانا محمد عبد القیوم ہاروی
 قائد سیدہ: حضرت مولانا سید خلیل احمد قادری
 مجاہد ملت: حضرت مولانا صفی ایاز خان لہاری
 مجاہد ملت: حضرت مولانا عارف محمد فتحیہ
 مجاہد ملت: حضرت مولانا محمد امین دار



مکتبہ اہل سنت و جماعت
 چورنگی، لاہور



مکتبہ اہل سنت و جماعت
 چورنگی، لاہور



مکتبہ اہل سنت و جماعت
 چورنگی، لاہور



مکتبہ اہل سنت و جماعت
 چورنگی، لاہور



مکتبہ اہل سنت و جماعت
 چورنگی، لاہور

فہرست

- 3 نعت خاتم الانبیاء والرسل ﷺ کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ!
- امام احمد رضا خان بریلوی
- 4 علامہ حافظ خادم حسین رضوی
- 9 ولادت نبی کریم ﷺ کے چند معجزات
- علامہ ابو النسل قاضی میاں مالکی
- 12 یوم ولادت و یوم وصال کی تحقیق اور محفل میلاد کی اصل حقیقت
- امام اہلبیان مولانا محمد سعید احمد مدنی
- 20 عید میلاد النبی ﷺ ثبوت و برکات
- علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی
- 29 عید میلاد النبی ﷺ کی تحقیق و اہمیت
- مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی
- 35 عید میلاد النبی ﷺ منانے کے فائدے
- مولانا مفتی محمد گل رحمن قادری
- 42 محفل میلاد النبی ﷺ
- علامہ محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ
- 45 محفل میلاد شریف کے فوائد اور چند اعتراضات کے جوابات
- مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی
- 51 محافل میلاد اور غیر مستند روایات
- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- 55 بدعت نبوی ﷺ کے ابتدائی و سرمدی پیغام کو عام کرنے کے لیے جدید وسائل کا استعمال
- مولانا عبدالرحمن مصباحی
- 58 محافل میلاد کے چند اصلاح طلب پہلو
- مولانا محمد احمد مصباحی
- 62 پیوستہ رہ شجر سے یقین بہار رکھ
- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں



نعت خاتم الانبیاء والرسل ﷺ

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹھا ہے پاؤں نور کا
بارغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے مجھ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بحر دے پیالہ نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
بنی پُر نور پر رخشاں ہے بگہ نور کا
شع دل، مشکوٰۃ تن، سیدہ زجلیہ نور کا
تخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
بیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
قبر انور کہے یا قصر معلیٰ نور کا
آکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر اٹھل اٹھاتے مہد میں
کت گیسوہ واہن عا امہ آنکھیں ع ص
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
مست بوہیں بلبلیں پرستی ہیں گلہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا
نور دن دوتا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
دیکھیں موئی طور سے اُترا مجھے نور کا
سر جھکاتے ہیں الٹی بول ہالا نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا
تاجور نے کر لیا کچا حلاقہ نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
ماو نو طیبہ میں بٹھا ہے مہینہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا مہ گھرا نور کا
ہو مہارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قہ نور کا
تاب ہے بے حکم پندہ مارے پرندہ نور کا
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلتا نور کا
کھمبے ان کا ہے پندہ نور کا
ہوگی سبھی غزال بلبل کر سیدہ نور کا



سورسور عالم ﷺ کے حسن بے مثال کا بیان:

● **عن البراء بن عازب** يقول: كان رسول الله ﷺ أحسن الناس وجهاً وأحسنهم خلقاً، ليس بالطويل البائن ولا بالقصير. ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ نہ آپ ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد (بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا)۔"

● **عن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر** قال للربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا صفی لی رسول اللہ ﷺ قالت یا بنی لو رأیتہ رأیت الشمس طالعة. ترجمہ: "حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ میرے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان فرمائیں۔ حضرت ربیع نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم آپ ﷺ کی زیارت کرتے تو ایسے محسوس کرتے کہ آفتاب اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔"

● **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ** يقول: ما رأیت شیئاً أحسن من رسول الله ﷺ كان الشمس تجری فی وجهه. ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خوبصورت کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا گویا کہ آفتاب آپ ﷺ ہی کے چہرہ مبارک میں چمک رہا ہے۔"

● **عن جابر بن سمرة** رضی اللہ عنہ قال: رأیت رسول الله ﷺ فی لیلة اضمحان وعلیه حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر لہو عندی احسن من القمر. ترجمہ: "حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھا تھا اور ان کے چہرہ مبارک کا چمکنا اور ان کے چہرہ مبارک کی روشنی کا چمکنا میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ میں ان کی روشنی کو دیکھ کر چاند کی روشنی کو بھول گیا۔"

وقت سرخ جو ازب تن فرماتے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ ﷺ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آقا دو جہاں ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں۔"

حضور پر نور شافع یوم المنور ﷺ کا چہرہ انور کیسا تھا؟

● **عن البراء بن عازب** رضی اللہ عنہ اکان وجہ رسول الله مثل السیف قال لا ہل مثل القمر. ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ کا چہرہ مبارک تلواری طرح کی طرح سیدھا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح (روشن گولائی لیے ہوئے تھا)۔"

● **وفی حدیث الحسن بن علی** عن حالہ ہند بن ابی ہالہ قال کان رسول الله ﷺ فحماً مفحماً یتلأ ووجہہ تلاً لوالقمر لیلة البدر. ترجمہ: "حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی بے مثال تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

خوشی اور فرحت کے موقع پر حضور پر نور ﷺ کے چہرہ انور کی تابانی:

● **عن کعب بن مالک** رضی اللہ عنہ فی حدیث التوبۃ قال: وکان رسول الله ﷺ اذ سر استنار وجہہ حتی کانه قطعہ قمر وکنا نعرف ذلک منہ. ترجمہ: "حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حدیث توبہ میں بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اتنا منور ہو جاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس چمک سے آپ کی خوشی پہچان لیتے تھے۔"

● **عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** ان رسول الله ﷺ دخل علیہا مسروراً تبرق اساری وجہہ. ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ ان کے ہاں خوشی و مسرت کے ساتھ اس حال میں تشریف لاتے کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کی رگ رگ چمک رہی تھی۔"

● **وفی حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** عن صفہ النبی ﷺ قال: واذا ضحک کاد یضلأ فی الحدیث لم اقبلہ ولا بعدہ مثله. ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ ہنس دیتے تو ان کی آنکھیں ایسی چمکتی تھیں کہ ان کی آنکھوں کی روشنی سے چاند کی روشنی کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔"

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ ہستے تو (دندان مبارک کی روشنی سے) درود یوار چمک اٹھتے تھے۔
میں نے آپ ﷺ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

• ورو نقل الامام السيوطي في الخصائص الكبرى عن ابن عساكر: عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت اخيط في السحر فسقطت مني الابرة فطلبها فلم اقدر عليها فدخل رسول الله ﷺ فبينت الابرة بشعاع نور وجهه فاخبرته فقال يا حميراء: الويل ثم الويل ثلاثا لمن حرم النظر الى وجهي بعد اترجمه: "امام سيوطي رحمہ اللہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں محدث ابن عساکر کے والد سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ میں محرمی کے وقت کچھ سی رسی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی، میں نے تلاش کیا لیکن سوئی نہ ملی۔ اسی دوران حضور پر نور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاعوں کی وجہ سے وہ سوئی مل گئی، میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سارا ماجرایاں کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے حمیرا افسوس صد افسوس! اس شخص پر جو میری زیارت سے محروم رہے۔

حسن یوسف بے کشمیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

• حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ مبارک کے بارے میں انداز بیان

فلو سمعوا في مصر اوصاف خدام لما بدلوا في سوم يوسف من نقد

ترجمہ: "اگر مصر کے لوگ آپ ﷺ کے رخ انور کے اوصاف سن لیتے تو حضرت یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سودے میں مال خرچ نہ کرتے۔"

لسواحي زليخا لو راين جبينه لالون بالقطع القلوب على الابد

ترجمہ: "اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ ﷺ کی جبین مبارک کو دیکھ لیں تو وہ اپنے ہاتھ کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔"

• حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں

لو لم يكن فيه آيات مبينة كانت بديهة تكفي عن الخبر

ترجمہ: "اگر آپ ﷺ کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو آپ ﷺ کی صداقت کے لیے آپ کا چہرہ ہی کافی تھا۔"

• بنو نجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر جس بے انتہا دلی مسرت کا اظہار کیا وہ سیرت طیبہ کی کتابوں میں یوں درج ہے

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا ما دعا لله داع

ترجمہ: "پہاڑی کے اس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کیے جاتے ہیں آج چودہویں کا چاند نکل آیا۔ جب تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام لیوا رہے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔"

• حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ تاباں کو دیکھ کر یوں عرض کرتے ہیں

واحسن منك لم ترقط عيني واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرا من كل عيبا كانك قد خلقت كما نشاء

ترجمہ: "آپ ﷺ سے حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کبھی عورتوں نے نہیں جتا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو ایسے بنایا گیا جیسے آپ خود چاہتے تھے۔"

وہ لوگ جو محافل اور جلسوں میں غزل انما انا بشر منکم کے جیسی آیات بینات پڑھ کر اور لوگوں کو مخاطب کر کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کے ذریعے دلائل قائم کر کے مثلیت حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے دعوے کرتے ہیں۔ ہم انہیں غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ خدا کے بندو! کتب احادیث کے فضائل والے ابواب کا بھی مطالعہ کیا کرو۔ پھر تم امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کی طرح اپنی تقریروں اور تحریروں میں بجائے مثلیت کے دعوؤں کے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرو گے۔

رضا کسی سنگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

الہی من لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے سنگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

"علمائے یہود کی طرح کتمان حق اور آقا ﷺ کے فضائل و کمالات چھپانے جیسے بدترین جرم سے توبہ کرو ورنہ....."

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انف رہے مگر یہ بوجہ جوش تعصب آج ہیو میں کم بخت کے ہاتھ سے ایمان گیا

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے
حبیبِ کبریا ﷺ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر یہ دوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

﴿حوالہ جات﴾

- ۱۔ صحیح بخاری شریف، حدیث: ۳۵۳۹
- ۲۔ شمائل الرسول للحافظ بن کثیر، ص: ۱۸
- ۳۔ شمائل ترمذی، ص: ۸
- ۴۔ ایضاً، ص: ۲
- ۵۔ بخاری شریف، ۳۵۵۲
- ۶۔ شمائل ترمذی، ص: ۲
- ۷۔ بخاری شریف، ۳۵۵۶
- ۸۔ ایضاً، ص: ۳۵۵۵
- ۹۔ شمائل الرسل للحافظ بن کثیر، ص: ۳۱
- ۱۰۔ الخصائص الکبریٰ، ص: ۶۳



امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

- حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

● حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا



آپ ﷺ کے معجزات میں دو نشانیاں ایسی ہیں جو بوقت ولادت باسعادت ظاہر ہوئیں جن کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بیان کیا اور ان عجائبات کو ان لوگوں نے بیان کیا جو اس وقت موجود تھے۔
دو یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک اٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی نظریں آسمان کی طرف تھیں۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اس نور کو دیکھا جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ نکلا اور ان عورتوں نے دیکھا جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھیں۔

اس وقت ام عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ستارے قریب آگئے اور یہ کہ بوقت ولادت نور نکلا یہاں تک کہ ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ شفاء کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہو کر میرے ہاتھ پر لائے گئے تو آپ ﷺ کو چھینک آئی تو اس وقت کسی کہنے والے کو کہتے سنا: حمک اللہ (اللہ عزوجل تم پر رحم کرے) اور مشرق و مغرب کے درمیان مجھے روشنی معلوم ہوئی حتیٰ کہ میں نے روم کے محل دیکھ لیے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر (جو آپ ﷺ کے رضاعی والدین ہیں) نے آپ ﷺ کی برکت کی تعریف کی ہے کہ ان کا اور ان کی اونٹنی کا دودھ بڑھ گیا تھا اور کمریاں فربہ ہو گئی تھیں اور آپ ﷺ کی نشو و نما بہت جلد ہوتی تھی۔ ۵

شب ولادت کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور ننگرے گر پڑے۔ بحیرہ طبریہ کا پانی کم ہو گیا۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے برابر جل رہی تھی۔ اور یہ کہ جب آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور ان کے بچوں کے ساتھ اپنے بچپن میں کھاتے تو سب کے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب آپ ﷺ ان کے ساتھ نہ ہوتے اور وہ سب ل کر کھاتے تو وہ شکم سیر نہ ہوتے تھے۔ ابو طالب کے بچے جب صبح کو اٹھتے تو ہر اکندہ

حال اٹھتے مگر آپ ﷺ صبح کرتے تو خوش باش اور سرگین اٹھتے۔ بے ایمان رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی محافظہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بچنے میں میں نے کبھی بھوک و پیاس کی شکایت نہ سنی اور نہ آپ ﷺ کے بڑے ہونے کے بعد سنی اور آپ ﷺ کے عجائبات ولادت میں سے یہ ہے کہ شہاب ثاقب سے آسمان کا محفوظ رہنا اور شیطان کی گھات کا موقوف ہونا اور ان کا چوری چھپنے سننے سے رکنا ہے۔

آپ ﷺ کو بچپن سے ہی بتوں سے نفرت اور امور جاہلیت سے اجتناب تھا اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عمدہ اخلاق کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پردہ پوشی کے بارے میں یہ خبر مشہور ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب آپ ﷺ نے اپنے تہبند کے دامن میں پتھر بھر کر کاندھے پر رکھنے کا ارادہ کیا تو وہ کھل گیا اور آپ ﷺ برہنہ ہو گئے تو زمین پر گر پڑے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فوراً تہبند باندھ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے چچا نے آپ ﷺ سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے برہنہ ہونے سے منع کیا گیا ہے“۔ انہیں میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ عزوجل نے سفر میں بادلوں سے سایہ کیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے جب آپ ﷺ سفر سے واپس آئے تو دیکھا کہ دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کر رہے ہیں۔ اس کا انہوں نے میسرہ (ان کے غلام) سے تذکرہ کیا تو انہوں نے ان کو بتایا کہ جب سے آپ ﷺ سفر کے لیے نکلے ہیں (اس نے ان فرشتوں کو) اسی طرح دیکھا ہے۔

حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بادل کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ پر سایہ کر رہا ہے وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھیں ایک سفر میں آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک خشک درخت کے نیچے اترے تو اس نے تر و تازہ ہو کر آپ ﷺ کے گرد اگر سایہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی شاخیں نکل آئیں اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ پر ایک درخت نے جھک کر سایہ کیا۔ ۱۲ یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ کے وجود گرامی کا چاند و سورج کے وقت سایہ نہ پڑتا تھا ۱۳ کیونکہ آپ ﷺ نور تھے اور کبھی آپ ﷺ کے جسم اور کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی۔ ۱۴

آپ ﷺ کو خلوت پسند تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی مگر آپ ﷺ نے اپنے وصال (ظاہری پردے) کی اور اپنی ظاہری مدت حیات کے پورے ہونے کی خبر دی۔ ۱۵ آپ ﷺ کی آرام گاہ

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے گھر میں ہوگی اور یہ کہ آپ ﷺ کے حجرہ شریف ۱۶ اور مسجد میں منبر کے درمیان ریاض جنت کا ایک باغ ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنے وصال کا اختیار دیا۔ ۱۷

حدیث وفات میں آپ ﷺ کی بہت سی بزرگیاں اور معجزات شامل ہیں اور یہ کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے جسد اقدس پر صلوة و سلام پڑھا۔ اس روایت کی بنا پر جن کو ہم نے بعض علماء سے روایت کیا ہے اور یہ کہ ملک الموت نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت قبض روح کی نہ مانگی اور بوقت غسل ایسی آوازیں سنی گئیں کہ آپ ﷺ کی قمیض مبارک نہ اتارو۔ ۱۸

حضرت خضر علیہ السلام اور ملائکہ نے اہل بیت سے وصال کے بعد تعزیت کی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ پر آپ ﷺ کے معجزات برکتیں بکثرت ظاہر ہوئیں۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا کی اور بہت سے اصحاب نے آپ ﷺ کی آل سے برکتیں حاصل کیں۔ ۱۹

﴿حوالہ جات﴾

- ۱۔ دلائل النبوة للبيهقي ج: ۱ ص: ۱۱۳ ۲۔ ايضاً ج: ۱ ص: ۸۰، ۸۳
- ۳۔ ايضاً ج: ۱ ص: ۱۱ ۴۔ ايضاً ج: ۱ ص: ۱۲
- ۵۔ ايضاً ج: ۱ ص: ۱۲۶ ۶۔ مجمع الزوائد ج: ۸ ص: ۲۲۰
- ۷۔ طبقات ابن سعد ج: ۱ ص: ۱۲۰ ۸۔ دلائل النبوة لابی نعیم ج: ۱ ص: ۱۶۷
- ۹۔ صحيح مسلم ج: ۱ ص: ۲۶۷ ۱۰۔ سنن ترمذی ج: ۵ ص: ۲۵۰
- ۱۱۔ الخصائص الكبرى ج: ۱ ص: ۹۱ ۱۲۔ سنن ترمذی ص: ۲۵۰
- ۱۳۔ الخصائص الكبرى ج: ۱ ص: ۶۸ ۱۴۔ ايضاً
- ۱۵۔ دلائل النبوة للبيهقي ج: ۷ ص: ۱۶۵ ۱۶۔ ايضاً ص: ۲۵۹
- ۱۷۔ مستدرک ج: ۳ ص: ۲۰ ۱۸۔ سنن ابو داؤد ج: ۳ ص: ۵۰۲ / دلائل النبوة للبيهقي ج: ۷ ص: ۲۴۲
- ۱۹۔ صحيح بخاری ج: ۱ ص: ۲۳



یوم ولادت و یوم وصال کی تحقیق اور محفل میلاد کی اصل حقیقت

ابو البیان مولانا محمد سعید احمد مجد دیوبند

مخالفین کی عادت ہے کہ تقریباً ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک و مسعود موقع پر مسلمانان اہل سنت کے خلاف غیض و غضب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں اور امن عامہ و استحکام ملکی کی خلاف ورزی و فساد کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

عید قربان کے موقع پر گوجرانوالہ کے الحمدیٹ حضرات کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا جس میں عید میلاد النبی ﷺ کو شرک و بدعت قرار دیا گیا۔ اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابل ذکر بات تو موجود نہیں البتہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے جس کا جواب اور رد ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ ”بارہ ربیع الاول بالاتفاق اہل اسلام حضور ﷺ کا یوم وفات ہے نہ کہ یوم ولادت! چونکہ حضور کی وفات کے دن صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غمزدہ تھے لہذا اس تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا ان کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے“۔ گویا ان کے نزدیک بارہ ربیع الاول کا یوم ولادت ہونا مشکوک اور یوم وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ تاریخ ولادت میں معمولی اختلاف کے باوجود جمہور محققین و اکثر علمائے امت کے نزدیک حضور ﷺ کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے اور اسی پر امت کا عمل و تعامل ہے اور امت کا تعامل بجائے خود دلیل ہے۔

شریعت مطہرہ میں بطور شکر یہ یادگار و خوشی منانا جائز اور مستحسن ہے لیکن تین دن سے زیادہ سوگ منع ہے۔ اس لیے اہل اسلام و علمائے امت نے ہمیشہ یوم ولادت منایا ہے بطور سوگ و غم ”یوم وفات“ منانا ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ ہم حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور زندہ کا سوگ و غم منانا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ اگر مخالفین کے نزدیک بارہ ربیع الاول ولادت کا نہیں بلکہ وفات کا دن ہے تو وہ یہ دن بطور یوم وفات ہی منالیا کریں۔ لیکن وہ ہمارے

یوم ولادت و یوم وصال منعم

اب آئیے! آئمہ اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے یا وفات کا؟

قول اول: وفات رسول ﷺ یکم ربیع الاول

● ﴿قال یعقوب ابن سفیان عن یحییٰ بن بکیر عن اللیث انه قال توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلة خلت من ربيع الاول﴾ ترجمہ: ”روایت کیا یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن بکیر سے انہوں نے لیث سے انہوں نے کہا کہ وفات پائی رسول پاک ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی پہلی رات گزرنے پر۔“

● ﴿وقال فضل ابن دکین توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين مستهل ربيع الاول﴾ ترجمہ: ”کہا فضل ابن دکین نے کہ وفات پائی رسول خدا ﷺ نے ربیع الاول کا چاند چڑھتے ہی پیر کے دن۔“

قول دوم: وفات رسول ﷺ دوم ربیع الاول

● ﴿قال البيهقي انباءنا ابو عبد الله الحافظ قال انباءنا احمد بن حنبل (الى آخر السند) وكان اول يوم مرض يوم السبت وكانت وفاته عليه السلام يوم الاثنين ليلتين خلتا من شهر ربيع الاول﴾ ترجمہ: ”کہا امام بیہقی نے کہ ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں احمد بن حنبل نے خبر دی (سند کے آخر تک) اور پہلے دن جب حضور ﷺ بیمار ہوئے ہفتے کا دن تھا اور آپ کی وفات پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر ہوئی۔“

● ﴿قال الواقدي وقال سعد بن زهري توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلتين خلتا من ربيع الاول﴾ ترجمہ: ”کہا واقدی نے اور کہا سعد بن زہری نے کہ وفات پائی رسول ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر۔“

قول سوم: وفات رسول ﷺ دس ربیع الاول

﴿عن ابن عباس ومات رسول الله ﷺ يوم الاثنين لعشر خلون من ربيع الاول﴾ ترجمہ: ”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کے دس دن گزرنے پر۔“

قول چہارم: وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول

وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ قول محمد ابن اسحاق کا ہے۔ ۳

اقوال بالا کی تحقیق

مذکورہ بالا آئمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات کیم ربیع الاول ہے، بعض آئمہ نے فرمایا تاریخ وفات دور ربیع الاول ہے، بعض آئمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات دس ربیع الاول کو ہوئی، محمد بن اسحاق کی ایک روایت میں وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو بیان کی گئی ہے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن روایات بالا پڑھ کر آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ صرف ایک روایت میں بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات بتائی گئی ہے اور باقی روایات اس کے برعکس ہیں۔

● آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابوالقاسم عسکری رحمہ اللہ کا فیصلہ پڑھیے۔ آپ فرماتے ہیں: لا يتصور وقوع وفاته عليه السلام يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول من سنة احدى عشر وذاك لانه عليه السلام وقف في حجة الوداع سنة عشر يوم الجمعة فكان اول ذى الحجة يوم الخميس فعلى تقدير ان تحسب الشهور تامة او ناقصة او بعضها تام وبعضها ناقص لا يتصور ان يكون يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول كترجمة: "حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول 11 ہ بروز سوموار ہوئی اور 10 ہ کا ج یعنی حجتہ الوداع بروز جمعہ ہوا۔ پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز ٹیس (جمعرات) بنتی ہے۔ اس کے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے تیس دن کے شمار کریں یا انتیس دن کے یا بعض تیس کے اور انتیس کے کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا۔"

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول کی اور جو کسی تاریخ میں بھی ہو بارہ ربیع الاول کو ہرگز نہیں کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

● علماء دیوبند کے پیشوا اشرافی نقوی شہر الطیب، صفحہ ۲۰۳ پر رقم طراز ہیں: "اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول سن دس ہجری بروز دوشنبہ کو قتل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی۔" اس کے بعد حاشیہ پر لکھا ہے: "اور تاریخ کی

تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔"

اس تحقیق کی روشنی میں مخالفین کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غمزدہ تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے پر امت کی اکثریت متفق ہے۔ جمہور محققین، مؤرخین اور امت کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت بارہ ربیع الاول بالاتفاق یوم وفات نہیں ہے۔ البتہ بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ سوموار ہے۔ اس سلسلہ میں گوروایات مختلف ہیں مگر مشہور ترین قول کے مطابق جملہ اہل اسلام کے نزدیک قرن اول سے لے کر آج تک بارہ ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔

بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت

● امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی اپنی کتاب دلائل النبوت میں تحریر کرتے ہیں: ولد رسول اللہ ﷺ يوم الاثنين عام الفيل لائنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول كترجمة: "رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں رات گزرنے پر ہوئی۔"

● اسی طرح امام احمد قسطلانی رحمہ اللہ (شارح بخاری) زرقانی علی المواہب جلد اول، صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں کہ: والمشهور انه ﷺ ولد يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول وعليه اهل مكة قديما وحديثا وفي زيارتهم موضع مولده في هذا الوقت كترجمة: "مشہور قول یہی ہے کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی۔ اسی بات پر تمام اہل مکہ اگلے پچھلے متفق ہیں کہ وہ آج تک بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔"

چونکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی لہذا تاریخ ولادت کے معاملہ میں ان کی بات کو ترجیح دینا تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوت میں سب سے پہلایہ قول نقل کیا ہے کہ ولادت نبوی ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ بعض اوراق و اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (قول اول اشہر و اکثر است) وعلی اہل مکہ برس ماست زیارت کرو ان ایساں موضع ولادت را دریں شب و خاندان مولود (ترجمہ: "اکثر اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بارہ ربیع

الاول کی رات کو حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں۔
اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ ولادت کی تاریخ میں مکہ والوں کی بات معتبر ہے یا گجرانوالہ امرتسر اور روپڑ والوں کی؟

مسلم شریف کی ایک حدیث ملاحظہ ہوا مکہ والے کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور مکہ والے بھی کہتے ہیں کہ ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی لیکن مخالفین بدستور ضد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

● علامہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت رسالت مآب ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔" ۵

● علامہ محمد بن اسحاق مطبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "حضور ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول عام الفیل دوشنبہ کے دن ہوئی۔" ۱

● تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ "حضور ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول سنہ عام الفیل میں اس وقت ہوئی جب نوشیرواں کی حکومت کا چالیسواں سال تھا۔" ۲

● حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ولادت وے ﷺ روز دوشنبہ دوازدهم ربیع الاول یعنی حضور ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔" ۸

● اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار میں ہے کہ "حضور ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو صبح کے وقت ہوئی۔" ۹

● علامہ عبدالواحد خفئی فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔" ۱۰

● کتاب سیرت پاک میں ہے کہ "یہ صحیح ہے کہ ربیع الاول میں ہی حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور ربیع الاول

ہی میں ولادت ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے تاہم اگر ہمارے ہاں تو تاریخ ولادت مان لی جائے تو کوئی تاریخی قباحہ لازم نہیں آتی لیکن ہمارے ہاں تو عقلاً و نظراً ہر طرح غلط ہے۔" ۱۱

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے روزائیں عین کی آہ و بکا

امام ابوالقاسم سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ رویا ہے "وحین اہبط و حین ولد رسول اللہ ﷺ و حین نزلت فاتحہ" ترجمہ: "ابلیس اپنی پوری زندگی میں چار مرتبہ رویا۔ پہلی بار اس وقت (رویہ) جب اس پر لعنت کی گئی اور پھر (دوسری بار اس وقت رویا) جب اس کو راندہ درگاری کیا گیا اور پھر (تیسری مرتبہ اس وقت رویا) جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور (چوتھی بار اس وقت رویا) جب سورۃ فاتحہ اتاری گئی۔" ۱۲

اب بارہ ربیع الاول کو غم کا دن کہہ کر شریک غم ہونے والے خود سوچ لیں کہ وہ کس کے شریک غم ہیں۔

محفل میلاد کی اصل حیثیت

محفل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن، نعت خوانی کے علاوہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے۔ فضائل و مناقب بیان ہوتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں۔ تعظیم رسول ﷺ شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ حکم قرآنی ہے "و تعزروه و توقروہ....." (الآیہ) ترجمہ: "اور اس (اللہ کے رسول ﷺ) کی مدد کرو اور تعظیم و تکریم کرو۔" صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا ہے "و من تعظیمہ ﷺ عمل المولد" ترجمہ: "میلاد منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں داخل ہے۔"

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم میلاد کی اصلیت شرع سے ثابت مانتے ہیں لیکن موجودہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی پر ہمیں اعتراض ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت شرع سے ثابت ہو اور اس کی ہیئت انفرادی قرآن یا سنت میں موجود ہو وہ کسی ہیئت مباحہ (جائز شکل و صورت) کے لائق ہونے سے ممنوع نہیں ہو سکتی۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھیں

اور بعد میں نکالی گئیں مگر آج کل تمام لوگ انہیں کار خیر سمجھتے ہیں مثال کے طور پر

① پختہ مساجد (بلند مینار اور محراب) ② دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم

③ قرآن پاک پر اعراب اور پاروں کو رکھوں اور رموز اوقاف کی تلقین

④ مسافر خانے ⑤ احادیث کی کتابیں اسناد و اقسام وغیرہ

⑥ مصارف و وقت رخصت ⑦ اذان کے لیے منبر

⑧ عند تبلیغ کا مروجہ طریقہ (مثلاً اشتہار چھاپ کر، ایچ جی کر، لاؤڈ سپیکر لگا کر، ٹی وی پر نشر کر کے انداز میں یا چند ماہ کے تبلیغی چلے کٹوا کر تبلیغ)

⑨ سیرت کا نفرنس

⑩ سیاسی یا دینی جلوس

⑪ زکوٰۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا

⑫ بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنا

⑬ تدوین کتب اور ترتیب دلائل

⑭ طریقت کے چاروں سلاسل کے مشاغل، مراقبے و وظائف اور ذکر کی اقسام

⑮ شریعت کے چاروں سلاسل اور ان کے اجتہادی کارنامے وغیرہم

حنافین میلاد جس دلیل سے ان تمام مذکورہ بالا امور کو جائز سمجھتے ہیں (حالانکہ یہ تمام امور زمانہ نبوی ﷺ یا قرون اولیٰ میں نہ تھے) کیا بطور الحرام محض اسی دلیل سے محفل میلاد اور جلوس کا صحیح اور درست ہونا ثابت نہیں ہوتا؟

علم اصول کا قاعدہ ہے جسے شامی اور ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ "شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک عقاریہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت اور جواز ہے۔" جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور اشعۃ للمعات میں بھی یہی مذکور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جس چیز کی ممانعت شرع میں ثابت ہو جائے وہ ممنوع اور حرام ہے اور جس چیز کی ممانعت پر دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز و مباح ہے۔

جو شخص جس چیز یا فعل کو ناجائز، حرام یا مکروہ کہتا ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلیل شرعی قائم کرے جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ اس چیز کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونے کی وجہ سے دلیل ہے۔

جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: **الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما مسکت عنہ فہو معافا عنہ** ترجمہ: "حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس پر سکوت فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے اس کے کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔"

اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امور متنازعہ فیہا (میلاد شریف و جلوس و قیام و سلام) کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ شرع سے ممانعت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے دلیل ہے۔ لہذا ہم

(اہل سنت) سے دلیل و سند مانگنا حنفیوں کی بے علمی و جہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں تم تو میلاد و جلوس کو ناجائز و حرام اور بدعت سید کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز و حرام قرار فرمایا ہے؟ اگر ثبوت نہ دو اور ان شاء اللہ ہرگز نہ دے سکو گے تو یاد رکھو تم نے اللہ و رسول پر افتراء باعدا حاس ہے۔

﴿حوالہ جات﴾

۱۔ البدایہ والنہایہ

۲۔ ایضاً

۳۔ تاریخ طبری، ج: سوم، ص: ۳۳۹

۴۔ ایضاً، ج: پنجم، ص: ۲۵۶ تا ۲۵۳

۵۔ تاریخ ابن خلدون، ج: اول، ص: ۲۸۹

۶۔ سیرت ابن ہشام، ج: اول، ص: ۱۵۳

۷۔ اشعاف الراغبین، ج: اول، ص: ۶

۸۔ شواہد النبوة، ص: ۲۲

۹۔ اسہوت پاک، ص: ۱۷۵

۱۰۔ عجائب القصص، ص: ۲۳۷

۱۱۔ البدایہ والنہایہ، ج: دوم، ص: ۲۶۶ / خصائص کبریٰ، ج: اول، ص: ۱۱۰



غزل امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے
مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
اُن کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازدواج کو ہاتھ ہے طارح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
ہیں تجی ایسی ان کو رضا
صدق وعدہ کی تھا مانی ہے

عمر الدینی نبوت
برکات

محفل میلاد شریف جس ہیئت کے ساتھ اس زمانہ میں رائج و معمول ہے وہ بلاشبہ جائز و مستحسن اور باعث خیر و برکت ہے۔ پوری دنیائے اسلام میں یہ برسہا برس سے رائج و معمول ہے۔ اجلہ علمائے کرام، محدثین و فقہائے عظام نے اس کے جواز و استحسان کی تصریحیں کی ہیں اور بلاشبہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز و استحسان ثابت ہے۔

احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جن کے اوقات اور ہیئت کی مقدار معین ہے۔ ان کے لیے احادیث میں پوری تفصیل موجود ہیں کہ فلاں وقت کی جائیں، اس ہیئت سے ادا کی جائیں، اتنی مقدار میں ادا کی جائیں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ شریعت نے جس وقت اور جس ہیئت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ادا کی جائیں۔ ان میں کی بیشی یا رد بدل جائز نہیں مثلاً نماز کے لیے متعین ہے کہ دو رکعت سے کم نہ پڑھی جائے، ہر رکعت میں ایک قیام، ایک رکوع، دو سجدے ہوں۔ پہلے قیام ہو پھر رکوع ہو پھر سجدے ہوں۔ ہر دو رکعت پر قعدہ ہو۔ روزے کے لیے تعین ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہی ہوزرات میں نہ ہو وغیرہ وغیرہ

دوسرے وہ جن کا حکم مطلق ہے۔ ان کے لیے نہ وقت مقرر ہے نہ ہیئت نہ مقدار۔ جیسے تلاوت قرآن مجید ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ ﷺ و روضہ شریف وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ کرتے والا جس وقت چاہے کرے، جس طرح چاہے کرے، جس مقدار میں چاہے کرے۔

اصول الشاشی وغیرہ تمام اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ **حکم المطلق** ان الاتنی فرد کان آتیا
للمامور بہ یعنی **مطلق** کا حکم یہ ہے کہ جس فرد کو بھی کوئی ادا کرے گا، مامور بہ کو ادا کرے گا۔ مثلاً ایک شخص روزانہ
نماز فجر کے بعد قبلہ رخ چار ہزار نو بیسہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں کہ نماز فجر
کے بعد تلاوت کرو۔ اس کے باوجود اس وقت اس طرح تلاوت کرنا عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ تلاوت کا حکم مطلق
ہے، ہم جس طرح جس وقت بھی تلاوت کریں گے وہ خدا کی عبادت ہی ہوگی جب تک کہ کسی خاص وقت کی ممانعت
نہ ہو۔ مثلاً وشریف اور اس میں قیام وسلام اسی دوسری قسم میں داخل ہے۔

(العاقبة)

قرآن مجید میں فرمایا گیا ﴿وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا بِحَسَنَاتِ الْأَوَّلِينَ﴾ اور فرمایا گیا ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ ترجمہ: اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو۔ اور فرمایا گیا ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ ترجمہ: فخر مادہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سب سے بڑی نعمت اور رحمت حضور
قدس سید عالم ﷺ ہیں۔ جب اللہ عزوجل نے اپنی ہر نعمت کا زیادہ سے زیادہ حصہ چاہنے اور ہر فضل و رحمت پر
خوشی منانے کا حکم دیا ہے تو جو اللہ عزوجل کی سب سے بڑی رحمت و نعمت اور فضل ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ ذکر
کرنے اور ان پر زیادہ سے زیادہ خوشی منانے کا حکم ان آیتوں سے ثابت ہو گیا۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے زیادہ
سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا مطلق حکم دیا ہے۔ اس کی کوئی تعیین و تخصیص نہیں فرمائی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ
ذکر کرنے اور خوشی منانے کا جو بھی جائز طریقہ ہو سب اس میں داخل ہیں۔ جب تک کہ کسی خاص طریقہ سے
شریعت میں اس کی ممانعت نہ آئی ہو۔ میلا و شریف کی محفل اور میلا والہی کا جلوس یہ سب اس کی فرع ہیں کہ یہ ضرور
بالضرور زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا ایک طریقہ ہے جس سے شریعت میں کوئی ممانعت نہیں بلکہ
اس کا ثبوت ہے۔

جب حضور اقدس ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت عظیم الشان جلوس نکالا تھا۔ اسی طرح غزوہ تبوک پر واپسی سے بے مثال جلوس نکالا تھا۔ ہجرت والے جلوس میں جوش مسرت میں یا رسول اللہ یا رسول اللہ کے نعرہ بھی لگائے تھے۔ مسلم شریف، جلد: ثانی، ص: ۴۱۹ پر ہے: **وینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ**

حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مومنو! لائق لانی فیہ ولادت کے ترجمہ: "دو"

شبہ (عید) کو روزہ رکھو اس لیے کہ میں اسی دن پیدا ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یوم ولادت کی یاد باقی رکھنے کے لیے روزہ رکھنا مسنون ہے۔ اسی کے حکم میں ہر کار خیر ہے۔ میلاد شریف کی محفل بلاشبہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی محفل ہے اور بلاشبہ کار خیر ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی ولادت کی بشارت ابولہب کی لوطی ٹوہید نے جب اس کو دی تو اس خوشی میں اس نے ٹوہید کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ جہنم میں ہوں مگر ہر دو شبہ (عید) کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور ان دو انگلیوں سے پانی چھڑتا ہوں۔ یہ اس کا انعام ہے کہ جب ٹوہید نے ولادت اقدس کی بشارت دی تھی تو میں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس کو دو دھ پلانے کا حکم دیا تھا۔

اس پر علامہ ابوالخیر شمس الدین ابن جزری فرماتے ہیں: "فإذا كان هذا الكافر الذي نزل القرآن بملء جوف في النار بفرحه ليلة مولده به فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام يسر بمولوده ويبدل ما اتصل اليه قدرته في محبته صلى الله تعالى عليه وسل لعمرى انما يكون عزاءه من الله الكريم ان يدخله جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوة والسلام ويعملون الوالاتم ويتصدقون في ليلته بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاتہ كل فضل عظیم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البقية والمصرام فرحم الله امرأ اتخذ ليلالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض وعينه داء" ترجمہ: "جب کہ اس کافر کو جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا ولادت کی خوشی پر یہ انعام ملا تو حضور اقدس ﷺ کا مسلمان اتنی اگر ولادت اقدس پر خوشی منائے اور حضور کی محبت میں مقدرت بھر کر اس کا کیا حال ہوگا؟ قسم اس کا انعام رب کریم کی طرف سے جنت فیجیم ہے۔

مسلمان مدت دراز سے شہر ربیع الاول کا اہتمام کرتے ہیں کھانا کھلاتے ہیں ہر قسم کی خیرات کرتے ہیں خوشی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ولادت پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی برکت سے ان پر ہر طرح کا فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ ملا شریف کے خواص میں سے مجرب ہے کہ یہ اس سال کے لیے امان ہے اور مقصد حاصل کرنے کے لیے ولادت عاجلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ربیع الاول شریف کی مبارک راتوں کو عید کے تاکہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے جلتن پیدا ہو۔

علامہ خطیب احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علامہ عبدالباقی زرقانی نے اس کو مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح میں نقل فرمایا اور اس کو باقی رکھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ حضرات اس سے متفق ہیں۔

سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اس کے استحسان پر اس حدیث شریف سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ کو روزہ رکھتے ہیں۔ دریافت فرمایا اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ نے فرعون کو غرق فرمایا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر روزہ رکھا تھا ہم بھی رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کے ہم حقدار ہیں۔ حضور ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا۔ اس پر فرماتے ہیں: "و يستفاد منه فعل الشكر على ما من به في يوم معين وای نعمة اعظم من بروز نبی الرحمة والشكر يحصل بانواع العبادة كالسجود والقيام والصدقة والتلاوة" ترجمہ: "اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے کوئی احسان فرمایا ہو اس دن اللہ کے شکر میں کچھ کرنا چاہیے اور نبی رحمت کی آمد سے بڑھ کر کون سی رحمت ہے؟ شکر کا طریقہ مختلف عبادتیں کرنا ہے جیسے حمد روزہ اور تلاوت۔" علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں: "و سبقه الى ذلك الحافظ ابن رجب" ترجمہ: "علامہ ابن حجر سے پہلے حافظ ابن رجب اس سے استدلال کر چکے ہیں۔"

خاتم الحفاظ امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر اس حدیث سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ نے اپنا حقیقہ فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں: "ولا تعد العقيقة مرة ثانية فيحمل على انه فعله شكرا لكدالك يستحب لنا اظهار الشكر بمولده بالا اجتماع واطعام الطعام ونحو ذلك من وجوه القربات" ترجمہ: "حقیقہ دوبارہ نہیں ہوتا۔ اس کو اس پر حمل کیا جائے گا کہ اس کو حضور ﷺ نے بطور شکر کیا۔ ایسے ہی ہمارے لیے مستحب ہے کہ ولادت اقدس پر شکر کے اظہار کے لیے اکٹھے ہوں اور کھانا کھائیں اور اس کے مثل دوسرے نیک کام کریں۔"

شیخ الدلائل شیخ احمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمہ اللہ نے "اکلیل" شرح مدارک التنزیل میں ان سب باتوں کو نقل فرمایا۔ علاوہ ازیں انہوں نے نقل کیا کہ علامہ شمس الدین محمد سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: "و اصل عمل المولود الشريف لم يقل عن احد من السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاصلة والماحدث

بعدها بالمقاصد الحسنة والنية التي للاخلاص شاملة ثم لازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم بعمل الولايم البديعة والمطاعم المشتملة على الامور البهيجة الرفيعة ويتصدقون في ليلاليه بانواع الصدقات ويظهرون المسرات ويزيدون في المبرات بل يعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركانه كل فضل عظيم عظيم بحيث كان مما جرب كما قال الامام شمس الدين الجزري المقرئ المقرب ومن خواصه انه امان تام في ذلك العام وبشرى تاجيل بنيل ما يبتغى ويروم ۲

اس عبارت کا بھی حاصل وہی ہے جو اوپر والی عبارت کا ہے۔ پھر نقل فرمایا کہ قال واكثرهم بذلك عناية اهل مصر والشام ۳ ترجمہ: ”میں اور شریف کا سب سے زیادہ احترام مصر اور شام والے کرتے ہیں۔“ پھر فرمایا کہ واما ملوک الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة علماء الاعلام فتعلوها بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير ۴ ترجمہ: ”شاہان اندلس اور مغرب، ربیع الاول کی ایک رات میں اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ لوگ سواروں پر چل کر آتے ہیں۔ وہاں کے ائمہ اعلام و علمائے کرام اکٹھا ہوتے ہیں۔ اس سے کافروں کے درمیان کلمہ ایمان بلند ہوتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اہل روم بھی اس سے پیچھے نہیں رہتے اور بلاد ہند سب سے بڑھ کر اس میں حصہ لیتا ہے۔“

شیخ احمد علی مزید فرماتے ہیں واما بمعجم فمن حيث دخل هذا الشهر والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقرء الكرام والعلماء العظام وللقرء الخاص والعام وقراءة الختمات والتلاوات المتلويات والانشادات المعتمدات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الجور ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد العظيم والمجلس المكرم انه لا ياباه احد في حضوره رجاء اذراك نوره وسروره ۵ ترجمہ: ”جب یہ عقیقت والاہمیدہ (ربیع الاول) داخل ہوتا ہے تو عجم والے بڑی بڑی محفلیں منعقد کرتے ہیں، جس میں قراء علماء فقراء کے لیے قسم قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں۔ مسلسل قرآن مجید کی تلاوتیں ہوتی ہیں اور مستند اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ قسم قسم کی خیرات ہوتی ہے۔ طرح طرح کی خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ علمائے کرام

اور مشائخ عظام اس میلاد پاک اور محفل کا ادب بجالاتے ہیں، اس لیے ہر شخص اس محفل پاک کے نور و سرور کے حصول کی امید پر بلا انکار اس میں شریک ہوتا ہے۔“ پھر نقل فرمایا کہ قال السخاوی واما اهل مكة فيتوجهون الى محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك بمقصده ويزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل ان يخلف عنه احد من صالح وطالح لا سيما الشريف صاحب الحجاز واهل المدينة به وعلى فعله اقبال وكان للملك المظفر صاحب اربل رحمه الله بذلك فيها اتم العناية واهتمامها مع شانه جاوز الغاية التي عليه به العلامة ابو شامة احد شيوخ السخاوی وقال مثل هذا الحسن يندب عليه ويشكر فاعله وبنى عليه. زاد ابن الجزري ولم يكن في ذلك الا رغام الشيطان وسرور الايمان ۶ ترجمہ: ”علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مکہ والے شب ولادت میں (جائے ولادت اقدس) کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ اس امید پر کہ اس سے ان کا مقصد پورا ہوگا اور اس کا اہتمام عید کے دن سے زیادہ کرتے ہیں۔ نیک و بد تمام جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی رہ جاتا ہو۔ خصوصاً حاکم حجاز شریف مکہ اور مدینہ والے بھی اس دن جشن کرتے ہیں۔ شہنشاہ اربل مظفر رحمہ اللہ اس کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے، جتنا وہ کر سکتے تھے۔ اس پر علامہ ابو شامہ نووی کے استاذ نے ان کی تعریف کی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اچھی اور مستحب چیز ہے۔ اس کے کرنے والے کی تعریف کرنی چاہیے۔ ابن جزری نے اتنا اور بڑھایا کہ اس میں شیطان کی ناک خاک آلود کرتا ہے، اور اہل ایمان کا سرور ہے۔“

رہ گیا بخالفین کا یہ اعتراض کہ چونکہ میلاد شریف قرونِ ثلاثہ میں نہیں تھی اس لیے بدعت اور گمراہی ہے یہ ان کی جہالت بلکہ گمراہی ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو پھر ان کا سارے کا سارا کاروبار بدعت و گمراہی ٹھہر گیا۔ ان کے مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، قاعدہ بغدادی سے لے کر یہ ایک بھی ان کے قرون میں نہیں تھیں حتیٰ کہ بخاری شریف بھی۔ بخاری شریف تو تیسری ہجری میں لکھی گئی۔

ان کے اس قول کا رد خود حدیث صحیح میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جریر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجور من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شيئا ۷ ترجمہ: ”جس نے اسلام میں اچھا طریقہ اپنایا اور اس کا اتباع اس کے بعد کرنے والوں کے بعد عمل کریں گے ان کے

برابر اسے ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ جو اسلام میں کوئی نیا طریقہ ایجاد کرے گا اس پر اس کا وبال ہوگا، اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کا وبال اس پر ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نوا ایجاد چیز اچھی ہو تو موجب ثواب بھی ہو سکتی ہے اور بُری باعث گناہ بھی۔ اچھائی اور برائی کا معیار یہ ہے کہ جو نوا ایجاد چیز کسی سنت کے مزاحم ہو وہ مذموم و ضلالت ہے۔ جو نوا ایجاد چیز کسی سنت کے مزاحم نہ ہو وہ مذموم نہیں۔ اگر اس میں دینی فوائد ہوں تو محمود و مستحسن اور باعث ثواب ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ﴿قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ما احدث مما یخالف الكتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئاً من ذلك فلیس بمذموم﴾ ترجمہ: ”امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جو چیز کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے مخالف ہو وہ گمراہی ہے اور جو اچھی بات ایسی ایجاد کی جائے جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔“

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ﴿من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد﴾ ترجمہ: ”جس نے دین اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جو اسلام سے نہیں وہ قابل قبول نہیں۔“ اس کے تحت اسی مرقاۃ میں ہے کہ ﴿المعنی من احدث فی الاسلام رایا لم یکن له من الكتاب والسنة سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود علیہ ولی قوله مالیس منه اشارة الی ان احداث ما لا ینازع للكتاب والسنة کما سنقرہ بعد لیس بمذموم﴾ ترجمہ: ”اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جس کے لیے کتاب و سنت سے کوئی سند نہ ہو نہ ظاہر نہ خفی، نہ ملفوظ نہ مستنبط وہ مردود ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد ﴿مالیس منه﴾ میں اشارہ ہے کہ ایسی بات ایجاد کرنا جو کتاب و سنت کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔“

رہ گئی یہ بات کہ محفل میلاد شریف اچھی ہے یا بری، ذکر خدا اور رسول کو کون برا کہہ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں آپ دیکھ چکے کہ اجلہ علمائے کرام جو بالاتفاق مقتدائے امت ہیں انہوں نے اس کے جواز اور استحسان کی تصریحیں کی ہیں اور احادیثِ کریمہ سے اس کی سندیں بیان فرمائی ہیں۔

مقتدائے وقت علامہ عثمان بن حسن دہلوی اپنے رسالہ ”اثبات قیام“ میں فرماتے ہیں ﴿اجاب بذالک الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقي حين سئل عن فعل المولد مستحب او مکروه فاجاب بقوله الولیمة والطعام مستحب کل وقت فكيف اذا انضم الی ذالک السرور بظهور نور النبوة

فی هذا الشهر الشرف ولا یلزم من کونه بدعة کونه مکروها فکم من بدعة مستحبة بل واجبة﴾ ترجمہ: ”امام محقق ابو ذرعة سے سوال کیا گیا کہ میلاد شریف کرنا مستحب ہے یا مکروہ؟ جواب دیا کہ دعوت اور کھانا ہر وقت مستحب ہے تو کیسے ناجائز ہو جائے گا کہ اس کے ساتھ یہ خوشی مل جائے کہ اس مبارک مہینے میں نور نبوت کا ظہور ہوا۔ بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بہت سی بدعت مستحب ہیں بلکہ واجب ہیں۔“

زرقاتی علی المواہب میں ہے ﴿وانها حسنة قال السیوطی وهو مقتضى کلام ابن الحاج فی مدخله فانه انما ذم ما احتوی علیہ من المحرمات مع تصریحه قبل بانه ینبغی تخصیص هذا الشهر بزيادة فعل البر و کثرة الصدقات والخیر و غیر ذالک من وجوه القربات وهذا هو عمل المولد المستحسن والحافظ ابو الخطاب ابن دحیة الف فی ذالک التتویر فی مولد البشیر النذیر واختاره ابو الطیب السبکی نزیل قوص والاول اظهر لما اشتمل علیہ من الخیر الكثير﴾ ترجمہ: ”یہ بدعت حسنہ ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا مدخل میں ابن الحاج کے کلام کا یہی مقتضا ہے۔ انہوں نے برائی ان باتوں کی بیان کی ہے جو اس محفل میں ناجائز ہوتی ہیں۔ (مثلاً مزامیر باجے وغیرہ) وہ پہلے خود یہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس مہینہ (ربیع الاول) کو صدقات و خیرات کی کثرت کے لیے اور دیگر اچھے کاموں کی زیادتی کے لیے خاص کرنا چاہیے۔ یہی مستحسن میلاد شریف ہے۔ حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ”التتویر فی مولد البشیر النذیر“ ہے۔ اسی کو ابو الطیب سبکی نے اختیار فرمایا ہے کہ اس کا بدعت حسنہ ہونا ہی زیادہ ظاہر ہے۔ اس لیے کہ یہ بے شمار خیر پر مشتمل ہے۔“

حضرت علامہ عبد الباقی زرقانی سب مباحث کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں ﴿والحاصل ان عمله بدعة لكنه اشتمل علی محاسن وضدها ومن تحری المحاسن واجتنب ضدها کانت بدعة حسنة ومن لا فلا﴾ ترجمہ: ”خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس زمانے میں اس محفل میں کچھ تاروا باتیں شامل ہو گئی ہیں۔ مثلاً مزامیر وغیرہ تو اگر محفل میں کوئی تاروا بات ہے تو ممنوع اور ہرگز ناجائز بات سے محفل خالی ہے تو بدعت حسنہ ہے۔“

ثوبیہ کا واقعہ نقل کر کے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿وایں جاسند است مرائل موایدرہ کہ سروری کنندہ بذل اموال نمایند﴾ ترجمہ: ”میلاد کی محفل کرنے والوں کے لیے یہ سند ہے کہ خوشی کرتے ہیں اور اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔“

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ مرید محفل میلاد شریف بلا کسی شک و تردد کے جائز و مستحسن اور باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے اور اہل علمائے کرام جو مقام امت کے نزدیک معتمد ہیں اس کے جواز و استحسان کے قائل ہیں۔ مثلاً سند الحفاظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری، شیخ القراء علامہ جزیری، علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی، علامہ حلبی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مناہین کے معتد ماضی قریب کے شیخ العرب والجم شیخ الدلائل علامہ احمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی حتیٰ کہ مانعین کے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب نے اپنی مشہور کتاب ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ میں تصریح کی ہے کہ ”فقیر کا مشرب یہ ہے کہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال مولود کرتا ہے اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہے۔“

یہ محفل اس بیعت کذائیہ کے ساتھ اگرچہ قرونِ خلا میں نہ تھی مگر اس کی وجہ سے حرام و مکناہ نہیں ہو سکتی۔ حدیث
مذکورہ پہلی کہ اگر نو ایجاد چیز اچھی ہے تو ایجاد کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا
اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے لگو ملے گا۔ اس حدیث کے مطابق جس نے میلاد شریف اس بیعت کے ساتھ
ایجاد کیا وہ بھی ثواب کا مستحق ہے اور اس وقت سے لے کر اب جن جن لوگوں نے یہ محفل کی یا قیامت تک کریں گے
سب ثواب کے مستحق ہیں اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(حوالہ جات)

۱۔ زرقانی علی المصاہب

۲۱ اکلیل، جلد ۴، ص: ۳۹۸

ج ۱ کلیل جلد : ۳ صفحہ : ۲۹۹

۳ صحیح مسلم، جلد: ۲، صفحہ ۳۳

۵ زرقانی جلد : ۱ صفحہ : ۱۴



عمید الہدیٰ کی تحقیق و اہمیت
مولانا ابوالودود محمد صادق رضوی

ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا﴾ ترجمہ: ”اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنتوں شمار نہ کر سکو گے۔“ بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لاتعداد و بے حساب اور شمار سے باہر ہیں مگر ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی جان، جانِ جہاں و جانِ ایمان، حضور پُر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ باہرکات ہے، جن کے طفیل باقی سب نعمت و انعامات ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر سب سے زیادہ اور بہت ہی اہتمام و تاکید کے ساتھ آپ کی ذاتِ پابرات کے بھیجے کا احسان ظاہر فرمایا ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ترجمہ: ”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔“ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ایمانداروں پر سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اس لیے اہل ایمان اس کی سب سے بڑھ کر قدر و منزلت جانتے اور اس کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتے ہیں۔ اہل ایمان اسی لیے جس ماہ و یوم میں اس احسان و نعمت کا ظہور ہوا اس میں اس کا بالخصوص چرچا و مظاہرہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چابجا اپنی نعمتوں کی تذکیر و تشکر اور ذکر و اذکار کا حکم فرمایا ہے۔ خاص طور پر سورۃ
الاعنٰی میں ارشاد ہے ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ فَحَدِّثُوا﴾ ترجمہ: ”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“
پھر البقرہ میں حضور ﷺ کی ذات اقدس کے نعمۃ اللہ ہونے کا بیان اور ناشکری و نفاق دہی کرنے والے سے
دعویٰ کا رد فرمایا ﴿لَا يَذْكُرُ الْمُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: ”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں
نے اللہ کی نعمت انکری کی۔“ بخاری شریف و ترمذی میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس و

حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ "ناشکری کرنے والے کفار ہیں اور محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں"۔
جب اللہ تعالیٰ کے فرمان اور قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ اللہ کی خاص نعمت ہیں جس پر اللہ نے اپنے خاص احسان کا ذکر فرمایا اور پھر نعمت کا چرچا کرنے کا بھی حکم دیا تو اب کون مسلمان والکل ایمان ہے جو آپ کی ذات بابرکات 'نور کے ظہور اور دنیا میں جلوہ گری و تشریف آوری کی خوشی نہ منائے۔ شکر ادا نہ کرے اور سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑھ کر چرچا و مظاہرہ پسند نہ کرے اور نعمت عظمیٰ کے خصوصی شکرانہ اور چرچا و مظاہرہ کے لیے جشن عید میلاد النبی، مولود شریف اور یوم میلاد النبی ﷺ کے جلوس مبارک پر بڑا امنائے اور زبان طعن دراز نہ کرے۔ مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بسعۃ ربک فحدث

یہ فرمان مولیٰ پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

قرآن کریم ہی میں یہ بھی بیان ہے کہ **فقل بفضل اللہ وبرحمته لہذا لک فلیفرحوا** اھو خیر مما یجمعون ترجمہ "تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (ملے) اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب دھن و دولت سے بہتر ہے"۔ جس طرح اوپر نعمت کا چرچا کرنے کا ذکر ہوا ہے اسی طرح یہاں فضل و رحمت پر خوشی منانے کا بیان ہے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ اللہ کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہے۔

یہاں فضل و رحمت سے اگر کوئی بھی چیز مراد لی جائے تو یقیناً وہ بھی آپ ہی کا صدقہ، وسیلہ اور طفیل ہے۔ لہذا آپ بہر صورت بدرجہ اولیٰ فضل الہی و رحمت خداوندی اور نعمت اللہ ہونے کا مصداق کامل ہیں۔ دونوں جہان میں آپ کا ہی سب فیضان ہے اور آپ کی خوشی منانا، چرچا و مظاہرہ کرنا، آپ کے شایان شان و فرمان خداوندی کے تحت اور اس کے مطابق ہے نہ کہ معاذ اللہ اس کے مخالف و منکر اور شرک و بدعت۔

خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے

یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد

حصول فیض و رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے

حصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد

نہ اس میں رفیع سنت ہے نہ شرک و کفر و بدعت ہے

یہ روز شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد

یوم ولادت کی اہمیت:

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر شریف (سوموار) کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا **فیہ ولدت و فیہ انزل علی** ترجمہ: "اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا"۔ ۱۸ فرماں نبوی سے میلاد النبی ﷺ اور یوم نزول قرآن کی اہمیت اور اس دن کی یادگار منانا اور شکر نعمت کے طور پر روزہ رکھنا ثابت ہوا۔

جیسے ہفتہ وار دنوں کے حساب سے یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی یادگار و اہمیت ہے ویسے ہی سالانہ تاریخ کے حساب سے بھی یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی اہمیت اور امت میں مقبولیت ہے۔ جس طرح نزول قرآن کا دن پیر 27 رمضان میں ہونے کے باعث پورے ماہ رمضان کو بالعموم اور 27 رمضان کو بالخصوص سالانہ یادگار منائی جاتی ہے اسی طرح یوم میلاد النبی ﷺ کا دن پیر 12 ربیع الاول میں ہونے کے باعث اہل اسلام میں ماہ ربیع الاول اور 12 ربیع الاول کی سالانہ یادگار منائی جاتی ہے۔

امام احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ جیسے محدثین نے نقل فرمایا کہ "امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جیسے امام و اکابر علماء امت نے تصریح کی ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے"۔ نیز فرمایا "جب آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دن جمعہ المبارک میں مقبولیت کی ایک خاص ساعت ہے تو سید المرسلین ﷺ کے میلاد کی ساعت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟"۔ ۹ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اس کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے:

جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

افلا عید کی تحقیق:

مذکورہ ارشادات کی روشنی میں مزید عرض ہے کہ فرمان نبوی جمعہ المبارک آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن بھی عید اور عید کا دن بھی بلکہ عید اللہ عید الہی اور عید القلہ سے بھی بڑا دن ہے۔ لہذا سید الانبیاء ﷺ کا یوم پیدائش

عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں ہو سکتا؟ جبکہ سب کچھ آپ کا ہی فیضان، آپ کے دم قدم کی بہار اور آپ ہی کے نور کا ظہور ہے۔ (ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿السَّوْمُ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ کے الفاظ اور فرمائی تو ایک یہودی نے کہا ”اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ آیت نازل ہی اس دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں یعنی یوم جمعہ اور یوم عرفہ۔ ۱۲ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال وجواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور ”عید“ مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت و ممنوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو، خاص اس دن بطور یادگار عید منانا، شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ ”ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔“

الغرض جب جمعہ کا عید ہوتا، عرفہ کا عید ہوتا، یوم نزول آیت کا عید ہوتا، ہر انعام و عطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح ہو گیا تو اب ان سب سے بڑھ کر عید میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا؟ جو سب کی اصل اور سب مخلوق سے افضل ہے مگر:

۔ آنکھ والا تیرے جلووں کا نظارہ دیکھے

دیدیہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَّبَّنَا انْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ﴾ ترجمہ: ”عیسیٰ بن مریم نے عرض کی کہ اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ دن ہمارے لیے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کی۔“ سبحان اللہ! جب مائیدہ اور من وسلوی جیسی نعمت کا دن عید کا دن قرار پایا تو سب سے بڑی نعمت یوم میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شک رہا؟ امام احمد بن محمد قسطلانی، علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے یہ دعائیہ بیان نقل فرمایا ﴿وَسُحِرَ حَمَلُ اللَّهِ امْرَأَةً اتَّخَذَ لِيَالِي شَهْرَ مَوْلَدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْبَادًا﴾ ترجمہ: ”اللہ اس



حکیم ہونہار کے جس قبر میں نبی کریم ﷺ کے والد کرامی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی آخری آرام گاہ تھی وہ یہ تو سب کے دوران آپ کے جسم اطہر کو غسل کیا گیا تو وہ افسانہ ۱۴۰۰ء اور سب مسلمان تھے۔



نبی مجتہد ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ علیہا السلام کی مقام ابواء پر آخری آرام گاہ۔



نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مقبرہ انہدام سے قبل۔





جنت البقی میں حضرت عبدالرحمن بن اوفی کا مقبرہ انہدام سے قبل۔



1895ء میں جنت البقی میں ازواج مطہرات اور بچوں کے مقبروں کی تباہی اور چھوٹی مسجد کی تعمیر کے وقت کی قدیم تصویر۔ اس وقت یہ تمام مقبرات ہر چہ کی بحیثیت چڑھ گئے ہیں۔



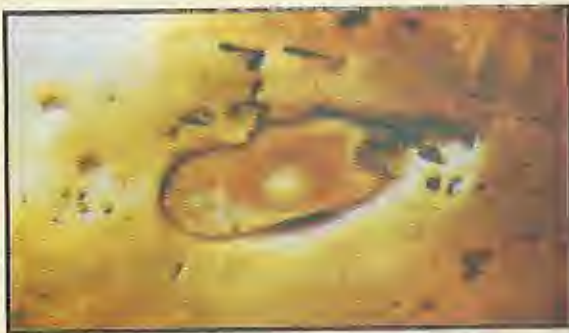
نئی کریم آباد کی جہان آباد سڑک کا موڑ اور وہی مقبرہ اب اسے کتب خانہ (لائبریری) کی جگہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔



وہ جگہ یہاں 4 سال کی عمر مبارک میں نبی کریم ﷺ کا حق صدر ہوا۔



سیدہ خلیصہ رضی اللہ عنہا کا دو کمر جہاں خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ نے بچپن کے ایام گزارے۔



رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک کے اترام جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔



مختص پر رحم فرمائے جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ماہ میلاد کی راتوں کو عیدوں کی طرح منائے۔ ۱۴۔
دیکھیے ایسے جلیل القدر محدثین نے نہ صرف ایک دن بلکہ ماہ میلاد ربیع الاول کی سب راتوں کو عید قرار دیا ہے اور عید میلاد النبی منانے والوں کے لیے دعائے رحمت بھی فرمائی ہے۔ جس دن کی برکت سے ربیع الاول کی راتیں بھی عیدیں قرار پائیں ۱۲ ربیع الاول کا وہ خاص دن کیونکر عید قرار نہ پائے گا؟ بلکہ امام داودی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت کی جگہ مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے اور اہل مکہ عیدین سے بڑھ کر وہاں محافل کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مبارک جگہ محفل میلاد میں حاضری اور مشاہدہ انوار کا ذکر فرمایا۔“ ۱۵۔

امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے امام فخر الدین رازی (صاحب تفسیر کبیر) سے نقل فرمایا ہے کہ ”جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم تمجید کے باعث نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تہرک کا اہتمام نہ کرے گا۔ برکت نبوی سے ایسا شخص رنجتاج ہوگا نہ اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔“ ۱۶۔

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی نے امام سیوطی، امام سبکی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن حجر عسقلانی، امام بخاری، علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر علماء و آئمہ سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ ”میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعلیم کے لیے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔“ ۱۷۔
12 ربیع الاول پر اجتماع امت:

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ”بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔“ ۱۸۔ امام قسطلانی، علامہ زرقاتی، علامہ محمد بن عابد بن شامی کے بیٹے علامہ احمد بن عبد الغنی دمشقی، علامہ یوسف مہبانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے تصریح فرمائی ہے کہ ”امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ علماء کی تحقیق ہے کہ یوم میلاد النبی ﷺ ۱۲ ربیع الاول ہے۔“ علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ”یہی جمہور سے مشہور ہے“ اور علامہ ابن جزری نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ”سلف و خلف کا تمام شہروں میں ۱۲ ربیع الاول کے عمل پر اتفاق ہے۔ بالخصوص اہل مکیا موقع پر جائے ولادت باسعادت پر جمع ہوتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔“ ۱۹۔

﴿حوالہ جات﴾



وہ قدس پیدائش میں بھرت کے دوران رسول اللہ ﷺ نے پائی پوش فرمایا تھا۔



اسطرحستان ۱۴۰۰ سال قبل اس جگہ گھبرا کا وہ تھا جو فرق نبوی میں ہلک ہلک کر در وقتاروہ تھا۔

نہ رسول ﷺ کا نقش مبارک۔ شب معراج جب نبی کریم ﷺ بیت المقدس تشریف لائے تو ان پر پاپ کا پاں قدم ہلک ہلک ہوئے۔



اس میں نبی کریم ﷺ کے چہرہ کا نقش مبارک ہے۔

- ۱۱۔ سورۃ النبی آیت: ۱۱
۱۲۔ بخاری شریف، جزو ثالث، ص: ۶۰
۱۳۔ سورۃ الانبیاء آیت: ۱۰۷
۱۴۔ زرقانی شرح مواہب، ج: ۱، ص: ۱۳۲-۱۳۵/امداج النبوت، ج: ۲، ص: ۱۳
۱۵۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۳۰
۱۶۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۲۱
۱۷۔ زرقانی شرح مواہب، ج: ۱، ص: ۱۳۹/المائت من السنۃ، ص: ۶۰
۱۸۔ جواهر البحار، ج: سوم، ص: ۱۱۵۳/فیوض الرحمن، ص: ۲۷
۱۹۔ النعمۃ الکبریٰ، ص: ۹
۲۰۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۰
۲۱۔ زرقانی شرح مواہب، ج: ۱، ص: ۱۳۲/جواهر البحار، ج: ۳، ص: ۱۴۷/المائت من السنۃ، ص: ۵۷/امداج النبوت، ص: ۱۳



نبی کریم ﷺ کے شہزادے

• حضرت قاسم رضی اللہ عنہ • حضرت عبداللہ (طیب، طاہر) رضی اللہ عنہ • حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ کی شہزادیاں

• حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا • حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
• حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا • حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا



یوم میلاد شریف منانے یا میلاد شریف کرنے کے بہت فائدے ہیں، اہل محبت و عقیدت ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ علامہ اسماعیل حق بنی محمد رسول اللہ ﷺ کے تحت فرماتے ہیں: «وَمِنْ تَعْظِيمِهِ عَمَلُ الْمَوْلِدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَنكَرٌ قَالَ الْإِمَامُ السَّيُوطِيُّ قَدْ سَرَّهَ يَسْتَحِبُّ لَنَا إِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ السَّيُوطِيُّ وَرَدَ عَلَى الْإِنْكَارِ هَافِي قَوْلُهُ أَنْ عَمَلُ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ» ترجمہ: ”میلاد شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلاد شریف کو بدعت سیدہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔“

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف کرنا یا منانا اصل میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور اظہار عظمت ہے اور تعظیم کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے «وَوَقَّعْزُوهُ وَتَوْقُّوْهُ» ترجمہ: ”آپ کی تعظیم کرو اور توقیر کرو۔“ دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ میلاد شریف جیسے تعظیم والے کار خیر میں کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ کام نہ کیا جائے۔ تیسری بات یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کو نعمت سمجھ کر میلاد شریف منانا اظہار شکر ہے۔ چوتھی بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ میلاد شریف کرنا بے اصل یا بدعت نہیں ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے۔ اس سنت کو امام جلال الدین سیوطی نے معلوم کیا اور نکالا ہے۔ پانچویں بات یہ سامنے آئی کہ میلاد شریف کو جن لوگوں نے بدعت سیدہ کہا ہے وہ غلط ہے کیونکہ سنت بدعت نہیں ہو سکتی ہے۔

برصغیر کے عظیم محدث شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فَإِذَا كَانَ هَذَا الْبَوْلُ الْكَافِرُ الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِمِلَّةِ جَوْزِي فِي النَّارِ لِفِرْحَةِ لَيْلَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا كَانَ الْمُسْلِمُ مِنْ أَهْلِ بِلَدِهِ بِمَوْلِدِهِ وَبِمِلَّةِ مَا أَتَى بِهِ قُدْرَتُهُ فِي مَحَبَّتِهِ ﷺ لَمَّا كَانَ جَزَائِهِ

من اللہ الکرم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولا یزال اهل الاسلام یحفلون بشهر مولده ﷺ ویعملون الولائم یتصدقون فی لیلایہ بانواع الصدقات ویظرون السرور ویزیدون فی البرات ویعتنون بقراءة مولده الکرم ویظهر علیہم من مکانه کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انه امان فی ذالک العام وبشری عاجل بنیل البغیة والمبرام فرحم اللہ امرأ التخلیالی شهر مولده العبارک اعیادا لیكون اشد غلبۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد ترجمہ: ابن جوزی نے کہا ہے کہ ابولہب جس کی مذمت پر قرآن اتر رہا ہے اسے نبی ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنے کے سبب سے جہنم میں بدل دیا گیا تو آپ کی امت سے اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی پیدائش پر خوشی کرتا ہے اور جہاں تک اس کی طاقت پہنچتی ہے اسے نبی کریم ﷺ کی محبت میں خرچ کرتا ہے۔ ایسے شخص کا بدلہ اللہ کریم کی طرف سے یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے (اہل محبت) شخص کو اپنے فضل عام سے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی ﷺ کی ولادت کے مہینے میں محفل منعقد کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، راؤں کو صدقہ و خیرات کرتے ہیں، اظہار مسرت اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور آپ کی ولادت مبارکہ کے واقعات پڑھتے ہیں اور ان پر اس وجہ سے فضل ظاہر ہوتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلاد کی برکت سے سارا سال امن رہتا ہے اور مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت ملتی ہے۔ پس خدا فضل کرے اس شخص پر جس نے ماہ ربیع الاول کی ہر شب کو عید بنا دیا تاکہ عظمت نبوی کے منکروں اور تنقیص رسالت کے شیدائیوں پر یہ خوشی مزید گراں گزرے اور ان کا اندرونی عناد بڑھے۔

اس لمبی عبارت سے موئے موئے چند فوائد حاصل ہوئے۔ پہلا تو یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی اگر کافر بھی منائے تو اس کو بھی کسی حد تک فائدہ پہنچتا ہے۔ خاص کر عذاب نار کے بارے فائدہ پہنچتا ہے مثلاً ابولہب جیسے بدترین کافر کو فائدہ ملا۔ دوسرا یہ کہ مسلمان اگر میلاد شریف منائے تو اس کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ تیسرا یہ کہ خصوصیت وقت پر میلاد شریف منانا بھی جائز ہے لیلۃ مولدہ سے معلوم ہوا۔ چوتھا یہ کہ میلاد شریف کی خوشی آپ ﷺ کی محبت و تعظیم کی علامت ہے۔ پانچواں یہ کہ میلاد شریف پر خرچ کرنے کی جزایہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنات نعیم میں داخل فرمائے۔ چھٹا یہ کہ میلاد شریف صرف ہم ہی نہیں مناتے بلکہ اہل اسلام ہمیشہ سے مناتے آرہے ہیں۔ صرف وہابی فرقہ اس کی مخالفت کرتا ہے یا متعصب طبقہ روکتا ہے۔

• ساتواں یہ کہ میلاد شریف کے لئے محفل کا اہتمام کرنا اہل اسلام کا طریقہ ہے۔ آٹھواں یہ کہ اظہار سرور میلاد شریف کے لئے جائز ہے۔ نواں یہ کہ جس سال غل میلاد شریف منائی جائے گی تو پورا سال امان و سلامتی اور مقاصد تک پہنچنے میں جلدی بشارت نصیب ہوگی۔ دسواں یہ کہ میلاد شریف کے مہینہ ربیع الاول کو عید منانے سے اور منانے سے مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے علاوہ منکرین میلاد کو جلانا بھی حاصل ہوگا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی جب پیدائش ہوئی تو اس وقت ابولہب کی لوطی ٹوپیہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ ابولہب یہ خوشخبری سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگی کا اشارہ کر کے کہنے لگا۔ "ٹوپیہ جا آج سے تو آزاد ہے"۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورۃ طہ تبست پیدا اسی لہب کے اس کی مذمت میں نازل ہوئی۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ ملاحظہ فرمائیں ﴿فلما مات ابو لہب فراہ بعض اہلہ بشر حبیۃ قال لہ ما ذالقیۃ؟ قال ابو لہب لم الق بعدکم خیرا الی سقیۃ فی ہذہ بعثت فی ثویۃ﴾ ترجمہ: "جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اس کو خواب میں بہت بُرے حال میں تو دیکھا پوچھا کیا گزری؟ ابو لہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ٹوپیہ کو آزاد کیا تھا۔"

اس حدیث پر امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی شرح اور وضاحت ملاحظہ کریں ﴿ذکر السہیلی ان العباس قال لما مات ابو لہب رائیۃ فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقیۃ بعدکم راحتہ الا ان العذاب یخفف عنی فی کل یوم اثنین قال و ذالک ان النبی ﷺ ولد یوم الاثنين و کانت لویۃ بشرت ابا لہب بمولده فاعتقھا﴾ ترجمہ: "امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور ہمارا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) یہ اس لئے کہ نبی ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ٹوپیہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔" امام بدیع الدین عینی نے بھی ص ۶۳ ص ۹۵ میں یہی نقل فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح و استنباط ملاحظہ ہو۔ چوریں چاندنا ست مراہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں سرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ دے بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ حملواست بحجت و سرور و بذل مال در دے چہ باشد لیکن باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ اند از تقبی آلات محرمہ و منکرات خالی باشد چنانچہ ترجمہ: ”اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے روشن دلیل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں ابولہب کافر تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لوٹنی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں سے خالی ہو۔“

صاحب مدارج النبوت کی تشریح و استنباط سے ظاہر ہوا کہ حدیث کے واقعے میں میلاد شریف کی خوشی منانے کے لئے روشن دلیل و سند موجود ہے۔ ابولہب کافر تھا اسے اس خوشی کے بدلہ میں اگر اتنا فائدہ پہنچ گیا تو ہم مسلمانوں کو کتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا؟ ابولہب نے آپ ﷺ کو بے حیاء سمجھ کر آپ کی پیدائش پر خوشی کی تھی۔ ہم تو نبی کریم ﷺ کو آقا و مولیٰ رسول اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین اور رحمت دو عالم ﷺ سمجھ کر خوشی مناتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جتنا ابولہب اور مسلمانوں میں فرق ہے اسی مناسبت سے مسلمانوں کو میلاد شریف کی خوشی منانے کا زیادہ فائدہ نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میلاد شریف منانے کے حقد میں عذاب نار سے محفوظ اور جنت نصیب فرمائے۔

﴿حوالہ جات﴾

- ۱۔ روح البیان ج: ۵، ص: ۶۶۱
- ۲۔ سورة الفتح: ۹
- ۳۔ ماہیت بالسنة ص: ۶۰ / زرقانی علی المواہب ص: ۱۳۹
- ۴۔ بخاری شریف ج: ۲، کتاب النکاح
- ۵۔ فتح الباری ج: ۹، ص: ۱۱۸
- ۶۔ مدارج النبوة



میلاد شریف کو ہم اہل سنت و غلاموں کی طرف سے اپنے آقا کی بارگاہ کرم میں خراج عقیدت تصور کرتے ہیں اور اسے ہم فرض کہتے ہیں اور نہ واجب۔ ہم اسے مہمات دین میں شمار نہیں کرتے البتہ ایمان اسلام کے یہ فعل و نگار ہیں جس کو دیکھ کر ایک اجنبی آنکھ بھی یقین کر لیتی ہے کہ وہ کسی خوش عقیدہ کی زینت نگاہ ہے۔ کسی عمارت کا پتھر اس عمارت کا جزوہ نہیں ہوتا لیکن یہ جھنڈا بہت دور سے خبردار کر دیتا ہے کہ اس میں کسی مکتبہ فکر کا نظام حیات مرتب ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے بارہا اپنے محبوب کے میلاد کا ذکر فرمایا ہے۔ سرکار کی آمد سے خوشتر حضرت مسیح علیہ السلام نے بشارت دی تھی چوہاسی من بعدی اسمہ احمد۔ چہ میلاد شریف ایک ذکر خیر ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو طہارت، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں اور عمل صالح کی تلقین کی جاتی ہے۔ برائیوں سے اجتناب و پرہیزگی ہدایت ایک ایسا کار خیر ہے جو عام مسلمانوں کے لئے رشد و ہدایت کا ایک روشن بینارہ ہو۔

حاجی امداد اللہ مہاجر کی جوا کا بردو بند کے ہیرو مرشد ہیں۔ اس مسئلہ میں ان کی کتاب ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ ایک نہ جھٹلائی جاسکے والی دستاویز ہے۔ اس کے فیصلے کے رد و رد پوری دنیا دیوبندیت مجرموں کے کٹھنوں میں کھڑی کر دی گئی ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے میلاد، سلام و قیام عرس اور فاتحہ وغیرہ سے متعلق سات سوالات کئے گئے تھے جس کا جواب فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”فقیر کا شرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے اور ذریعہ برکات سمجھ کر محفل مولود منعقد کرتا ہے اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے میں کیف و لذت محسوس کرتا ہے۔“

ہیرو مرشد کے اس فیصلے کے بعد دیوبندیوں کی زبان گلدی سے کھینچ لی گئی ہے۔ اب اس کے خلاف ان کی جس قدر بھی کواں ہے وہ ”کھانی ملی کھانا ہے“ کی آئینہ دار ہے۔ حاجی صاحب کے اس فیصلے میں سلام و قیام کی حقیقت بھی روشن ہوگئی۔ محفل مولود میں محض سلام پڑھنے کے قائل نہ تھے بلکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے تھے۔

میلاد شریف میں سلام و قیام حاجی صاحب کا ایسا عمل ہے جو خلف و تا خلف کی کسوٹی بن گیا ہے۔

علاوہ انہیں آیت درود میں تھو، بدحوہ، خیر و کور و دوسلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ایمان والوں کی قید لگی ہے۔ اس قید نے واضح کر دیا کہ جو مومن ہو گا وہ بغیر کسی قیل و قال کے صلوٰۃ پڑھے گا چونکہ غیر مومن خود ہی جانتا ہے کہ مجھے حکم ہی نہیں دیا گیا اس لئے اس کے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ اس کے انکار نے خود اس کی پوزیشن واضح کر دی کہ وہ اس حکم کا مخاطب ہی نہیں ہے۔ رہ گیا قیام چونکہ ﴿سَلِّمُوا﴾ کے ساتھ ﴿تَسْلِيمًا﴾ اس کا مفعول مطلق بطور تاکید لایا گیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف سلام ہی نہ سمجھو بلکہ ایسا سلام جو ان کی شان کے لائق ہو۔ لہذا لیٹنے، کھڑے ہونے میں قیام ہی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں احترام و عظمت کا عمل اظہار ہے۔

قرآن مجید کے اس مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت نے وہ قیام جو مباح تھا اسے مستحب و مستحسن قرار دیا تاکہ ﴿تَسْلِيمًا﴾ کی قید پر عمل درآمد ہو جائے جو اظہار عظمت کا ایک ذریعہ ہے۔ علاوہ انہیں قرآن میں جہاں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں لیٹنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کا ظاہر اور واضح مفہوم یہی ہے کہ سلام پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے پڑھے۔ قرآن کے اس دیے ہوئے اختیار پر اب پھر ہٹانے والا کون ہے کہ کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھا جائے؟

اصول فقہ کا یہ دستور ہمارے حریف کو بھی مسلم ہے کہ ”اصل اشیاء میں اباحت ہے“ جس کی حلت و حرمت، جواز و عدم جواز سے متعلق شریعت کی زبان خاموش ہے وہ اپنے اصل میں مباح ہے۔ قیام جیسی مباح شے کو روکنا گویا شرعی امور میں اپنی غاصبانہ عینکداری کو رواج دینا ہے۔ فقہاء کرام نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ اگر مباح جیسی چیزوں کے مانعین پیدا ہو جائیں تو اس کی حیثیت مباح کی نہیں رہ جاتی بلکہ وہ واجب کی حدود کو چھو لیتی ہے۔ گویا اس کی حیثیت اگر واجب کی نہیں تو کمال واجب ”واجب جیسی“ کی ہو جاتی ہے۔ قیام کو روکنے کے لئے علماء دیوبند کی جو حیلہ تریشیاں ہیں، انہیں ان تمام گندگیوں سے اہل سنت کا دامن بالکل بے غبار ہے۔ اپنے اعمال و افعال کی تشریح و وضاحت کے ذمہ دار ہم ہیں نہ کہ آنجناب۔ ہمارے عمائد و ساطین کی کتابوں میں اگر کتاب و سنت کے خلاف کچھ آپ کو مل گیا ہو ﴿العیاذ باللہ من ذالک﴾ کہ تو اسے قوم کی عدالت میں پیش کیجئے لیکن اپنے تصورات کی بنیاد پر ہمارا محل اٹھانے کی کوشش نہ کیجئے۔

قرآن نے ہمیں سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے اور کیفیت ہم پر چھوڑ دی ہے لہذا اگر قرآن کی کوئی ایسی آیت آپ کو مل گئی ہو جس میں قیام کی ممانعت ہو تو ﴿ہاتوا ہرہا لکم ان کنتم صدقین﴾ ترجمہ: ”اگر تم دعوے میں سچے ہو

تو اس کی دلیل پیش کرو۔

عجب کچھ پھیر میں ہے جیسے والا جیب و دامن کا

جو یہ ٹانگا تو وہ اُدھرا جو وہ اُدھرا تو یہ ٹانگا

اسی طرح عرس و فاتحہ سے متعلق بھی حاجی امداد اللہ صاحب نے مسلک اہل سنت ہی کی تائید و حمایت فرمائی ہے۔ ہر چند کہ عرس و فاتحہ اور میلاد و سلام جیسے فروغی مسائل میں اہل سنت کا علماء دیوبند سے اختلاف ہے لیکن یہ کلیدی و بنیادی اختلافات نہیں ہیں۔ علماء اہل سنت کی متعدد و مستند اور معتبر کتابوں میں قرآن و سنت اور اقوال ائمہ سے ان مسائل کو مبرہن اور مدلل کیا گیا ہے۔

واضح رہے دیوبند سے ہمارا بنیادی اختلاف میلاد و سلام کا نہیں ہے بلکہ علماء دیوبند تو بین نبوت کے مجرم ہیں لہذا سر فرست ان سے یہ مطالبہ نہیں ہے کہ وہ عرس و فاتحہ کے قائل ہو جائیں بلکہ آقائے دو جہاں روحی فدا ﷺ کے خلاف جو ہر افشانی کی ہے اس سے رجوع و توبہ کر لیں۔ ﴿اَلَا هُمْ فَلَا هُمْ﴾ کے تحت جب وہ ان منزلوں سے گزر جائیں گے تو میلاد و سلام کے لئے خود ہی دل میں جگہ بن جائے گی۔ پہلے تو بین نبوت سے دل کا زنگ دور کر دیا جائے پھر عشق کا ہاتھ آگے بڑھ کر خود ہی بے قیل کروے گا۔



محفل میلاد ﷺ اور علامہ محمد اقبال

مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے مگر جو کرتے ہیں وہ بُرائی نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ سر سید احمد خاں کی مجلس میلاد شریف میں حاضری کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس میں سر سید آکر بیٹھتے تھے اور آخر تک بیٹھے رہتے تھے سلام کے موقع پر سب ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے اور سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔

﴿میلاد شریف اور علامہ اقبال از سید نور محمد ص: ۳۵﴾



مولد نبوی شریف کے ذکر کی نورانی محفل ایک ایسا موضوع ہے جو بحث کا بہت وسیع محل ہے اور قول ورد کا بہت بڑا میدان ہے جو ہر سال مستقل اور متحد رہے۔ ماہ ربیع الاول کا ہلال مسعود نظر آتے ہی بعض منبروں سے حرارت و غضب سے بھر پور چیخ و پکار سنائی دینے لگتی ہے اور کئی جرائد و رسائل مشتعل ہو جاتے ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ میلاد اور محفل میلاد فتنہ بدعت اور بہت بڑی برائی ہے۔

بعض حضرات اس مخالفت اور منکرات کو اس موضوع میں شامل کر لیتے ہیں جو بعض اجتماعات میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وہ مولد شریف کا خاصہ ہی نہیں بلکہ اجتماع اور محفل میں عوام کی جہالت کے سبب واقع ہوتے ہیں۔ یہ (معتزین) حضرات انہیں اس طرح متعلقہ موضوع میں شامل کر لیتے ہیں کہ نیک اور صالح عمل کو قاسد اور ردی عمل کے ساتھ غلط ملط کر دیتے ہیں تاکہ اس پر انکار کی وجہ صحیح ہو سکے۔

قبل ازیں کہ ہم اس مسئلہ کو واضح کریں اور اس کے حکم کی حقیقت میں نظر کریں، ضروری ہے کہ ہم دانشور مصنفین سے دریافت کر لیں کہ یہ محافل اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ کیونکہ شے کا حکم شے کے تصور کی فرع ہے۔

جواب وہی ہے واقعہ اور مشاہدہ جس کا گواہ ہے۔ وہ یہ کہ بقدر آسانی قرأت قرآن کریم کے سماع پر اجتماع، ان علامات کی قرأت جو بوقت ولادت باسعادت وقوع پذیر ہوئیں، آپ ﷺ کی قدر و شان کی تعظیم کے لیے شامل کر یہ قرأت، مولد شریف پر مبارک باد اور خوشی و مسرت کا اظہار، پھر واعظ کو سننا جو لوگوں کو وعظ و ہدایت کی تعلیم دے اور انہیں دیگر خیر و بھلائی کے امور کی نصیحت کرے، یا اس کا بیان علمی اور نفع بخش درس پر مبنی ہو یا مفید اسلامی شہریت کے اصولوں پر، یا نہایت عمدہ قصیدہ شعر یہ ہو جو اسلام اور نبی اسلام اور محاسن دین کی مدح میں ہو، پھر لوگوں کو کھانا پیش کرنا ہو کہ وہ کھائیں اور چلے جائیں۔ حالانکہ یہ شرط نہیں بلکہ کھانا کھلانے میں محض آنے والوں کا اکرام و احترام ہے جو کہ اسلام کی بہترین خصلت اور ایمان کا اعلیٰ شعبہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔

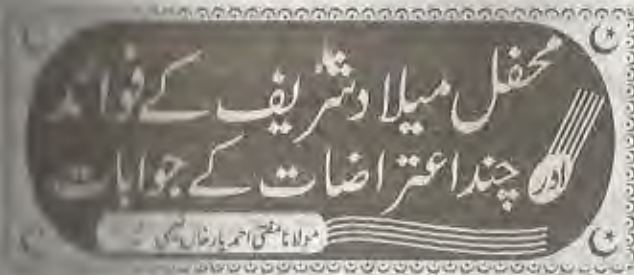
اللہ کی قسم دے کر ہم پوچھتے ہیں کہ ان میں کیا برائی ہے؟ اس میں کون سی گمراہی ہے؟ ہاں، جو منکرات اور

مخالفت اس عمل میں داخل ہو جائیں، وہ مولد شریف سے خاص نہیں بلکہ ہر دینی اور روحانی اجتماع میں جہلاء سے حادثا واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً جمعہ، عید، طواف، سعی، عرفات، اور ری جہرات کے وقت اجتماعات میں جو ایسے امور رونما ہوتے ہیں جو کثرت جہوم اور وقت و جگہ کی تنگی کا تقاضا ہیں۔ پس جو مخالفت عوام کی جہالت کے سبب سے واقع ہوں چاہے قصد اہوں یا بغیر قصد کے تو وہ بہر صورت باطل اور مردود ہیں جس کا انکار ضروری ہے، اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اس حیثیت سے کہ اس کا مولد سے کوئی تعلق نہیں۔

لہذا یہ الگ موضوع ہے اور وہ الگ۔ اب ہمارا کلام محفل میلاد کے بارے میں ہے۔ محفل اس حیثیت سے کہ وہ سیرت نبویہ پر اختلال اور اجتماع ہے۔ ہر حالت کا اپنا اعتبار ہے اور منکر کا انکار بھی اسی قدر ہی ہونا چاہیے جو فلاح یا بھگواند یا حقائق کو غلط ملط کرنے یا عوام پر مسئلہ کو مشتعل کر دینے سے پاک ہو۔

اب اس مقدمہ کے بعد ہمارا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ جو مولد نبوی کی محفل و اجتماع کا انکار کرے یا مولد اور سیرت نبویہ کے اجتماع کا انکار کرے، چاہے ربیع الاول میں ہو یا غیر میں، تو جو بھی یہ انکار اس دعویٰ سے کرے کہ اسلاف نے اسے نہیں کیا تو لامحالہ وہ محمرائے جہالت کا جاسوس ہے۔ سلف صالحین کا یہ نہ کرنا دلیل نہیں بلکہ یہ عدم دلیل ہے اور یہ آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف ہے۔ ہاں اس کے ممنوع یا منکر پر دلیل تب قائم ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مزینہ میں اس سے منع فرمایا ہو یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت مجیدہ میں اس سے ممانعت فرمائی ہو۔

شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر سے محفل میلاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ دراصل عمل مولد بدعت ہے۔ یہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے بھی منقول نہیں لیکن اس کے باوجود وہ محاسن اور قباہت پر مشتمل ہے۔ جو اس عمل میں محاسن کی کوشش کرے اور قباہت سے اجتناب کرے تو یہ بدعت حسنہ ہے۔ پھر حافظ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی تخریج کی ایک اصل میرے سامنے آئی ہے جو صحیحین میں ثابت ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشور کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کہ جس معین دن میں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے یا مصیبت دور کرے اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ یہی مثال ہر سال لوٹ آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر طریق طرح کی عبادت سے ہو سکتا ہے مثلاً روزہ، صدقہ اور تلاوت وغیرہ اس دن نبی کریم ﷺ کے تصور کی نعمت سے یاد کرنا کہ نعمت کا اصل ہے اس کا صحیح و ضروری ہے کہ اس دن خوب کوشش کی جائے حتیٰ کہ عید کی نعمت سے یاد کرنا کہ نعمت کا اصل ہے اس کا صحیح و ضروری ہے کہ اس دن خوب کوشش کی جائے حتیٰ کہ عید



عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے۔ مثلاً • مسلمانوں کے دل پر جو اثر ہوتا ہے۔ فضائل سن کر حضور ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دیگر حضرات کے اقوال اور کتب سے بھی حضور ﷺ کی محبت بڑھانے کے لیے زیادتی درود شریف اور حضور ﷺ کے اقوال اور کتب سے بھی ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے۔ ان لوگوں کے لیے یہ موقع مل جاتا ہے۔ • یہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ احکام کا ذریعہ ہے کہ وہ بھی اس مجلس میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کے حالات طیبہ سُنیں، اسلام کی خوبیاں دیکھیں اور خدا توفیق دے تو اسلام لے لیں۔ • یہ ذریعہ سے مسلمانوں کو مسائل دینیہ بتانے کا موقع ملتا ہے۔ بعض دیہات کے لوگ جس طرح کی باتیں کرتے ہیں ان سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے۔ ہاں محفل میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں۔ • یہ مسائل دینیہ بتاؤ، ان کو ہدایت کرو، محفل میلاد میں ان امور پر عمل کرنے اور کروانے کا موقع ملتا ہے۔ • شریف میں ایسی نظمیں بنا کر پڑھی جائیں جن میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو ہدایت کی جائے۔ • ہر بمقابلہ نثر کے نظم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے اور جلد یاد ہوتی ہے۔ • اس مجلس میں حضور ﷺ کے اقوال اور کتب سے بھی حضور ﷺ کا نسب شریف، اولاد پاک، ازواج مطہرات اور ولادت پاک، ولادت مبارک، شہادت مبارک، شہداء، جہنم کی آگ، مرزائی، رافضی وغیرہم کو اپنے مذاہب کی پوری پوری مصلوبت، ملامت، مذمت اور لعنت کی گئی ہے۔ • یہ بھی بارہ اماموں کے نام اور خلفائے راشدین کے اسامہ تبرا کرنے کو یاد دہانی کے لیے ہے۔ • یہ مجلس بہت ہی بڑے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے یوزموں کو پوچھا کہ حضور ﷺ کی ولادت مبارک کی ولادت مبارک کتنے ہیں؟ بے خبر پایا۔ اگر ان مجلسوں میں ان کا چہ چار ہے تو بہت مفید ہوگا۔ • یہ مجلس بہت ہی بڑے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے یوزموں کو پوچھا کہ حضور ﷺ کی ولادت مبارک کی ولادت مبارک کتنے ہیں؟ بے خبر پایا۔ اگر ان مجلسوں میں ان کا چہ چار ہے تو بہت مفید ہوگا۔ • یہ مجلس بہت ہی بڑے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے یوزموں کو پوچھا کہ حضور ﷺ کی ولادت مبارک کی ولادت مبارک کتنے ہیں؟ بے خبر پایا۔ اگر ان مجلسوں میں ان کا چہ چار ہے تو بہت مفید ہوگا۔

عاشور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے مطابقت ہو جائے اور جو اس کا لحاظ نہ کرے تو اسے مینے کے کسی دن بھی عمل مولد سے واسطہ نہیں، بلکہ لوگ انتظار کرتے ہیں اور انہوں نے سال کے ایک دن میں اس عمل کو متعین کیا ہے اور اس میں حسب استطاعت عمل خیر کرتے ہیں تو یہ بحث اس عمل کی اصل سے متعلق ہے۔

حافظ ابن حجر کا یہ کہنا کہ ”عمل مولد در اصل بدعت ہے۔۔۔“ اس کا معنی بدعت لغویہ ہے یعنی نیا امر اور یہ قواعد شرعیہ سے خارج نہیں۔ اس پر واضح دلیل ان کا یہ بعد والا قول ہے کہ ”یہ بدعت حسنة ہے۔“ بلکہ حکم متحققین نے بدعت کو حسنة اور سیرہ میں تقسیم کیا ہے۔

ربی بدعت شرعیہ تو اس کی تقسیم نہیں وہ سیرہ ہی ہے۔ عمل مولد کے ساتھ ایسے امور ملا دینا جو شرع شریف کے مخالف ہوں تو اس کی ممانعت غیر کے سبب ہوگی نہ کہ ذات کے سبب۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر کے آخری کلام سے واضح ہے۔



نبی کریم ﷺ کے نواسے نواسیاں

- حضرت علی بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما
- حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما
- حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نبی کریم ﷺ کے داماد

- حضرت ابوالعاص بن ریح رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ



﴿میلاد شریف پر اعتراضات و جوابات﴾

● محفل میلاد بدعت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور نہ صحابہ کرام و تابعین کے زمانہ میں اور ہر بدعت حرام ہے لہذا (محفل) مولود حرام۔

☆ میلاد شریف کو بدعت کہنا نادانی ہے۔ اصل میلاد سنت الہیہ، سنت انبیاء، سنت ملائکہ، سنت رسول اللہ ﷺ، سنت صحابہ کرام، سنت سلف صالحین اور عام مسلمانوں کا معمول ہے پھر بدعت کیسی؟ اگر بدعت ہو بھی تو ہر بدعت حرام نہیں۔ بدعت واجب بھی ہوتی ہے اور مستحب بھی جائز بھی ہوتی ہے اور مکروہ و حرام بھی۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ محفل بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ حضور ﷺ کا ذکر کیونکر حرام ہو سکتا ہے۔

● اس مجلس میں بہت سی حرام باتیں ہوتی ہیں مثلاً عورتوں مردوں کو کا اختلاط، داڑھی منڈوں کا نعت خوانی کرنا، فطروایات پڑھنا گویا کہ یہ مجلس حرام باتوں کا مجموعہ ہے لہذا حرام ہے۔

☆ اولاً یہ حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں نہیں ہوتیں بلکہ اکثر نہیں ہوتیں۔ عورتیں پردوں میں طحیہ پیش ہیں اور مرد طحیہ۔ پڑھنے والے پابند شریعت ہوتے ہیں۔ روایات بھی صحیح بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے با وضو بیٹھے ہیں۔ سب درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور رقت طاری ہوتی ہے۔ بسا اوقات آنسو جاری ہوتے ہیں اور محبوب ﷺ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی ہیں تو یہ باتیں حرام ہوں گی۔ اصل میلاد شریف یعنی ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کیوں حرام ہوگا؟ حرام چیز کے شامل ہو جانے سے کوئی سنت یا جائز کام حرام نہیں ہو جاتا ورنہ سب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہیے کیونکہ وہاں مرڈ بے ریش جوانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کا آپس میں اختلاط بھی ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی اس کے بُرے نتیجے بھی برآمد ہوتے ہیں۔ بعض طلباء بلکہ بعض مدرسین داڑھی منڈے بھی ہوتے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے مدرسے بند کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ ان محرمات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی۔ بتاؤ اگر داڑھی منڈا قرآن پڑھے تو کیسا ہے؟ کیا اس کا قرآن پڑھنا بدعت کرو گے؟ ہرگز نہیں تو اگر داڑھی منڈا میلاد شریف پڑھے تو کیوں بند کرتے ہو؟

● محفل میلاد کی وجہ سے رات کو دیر میں سونا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوتی ہے اور جس عمل سے فرض چھوٹے وہ حرام لہذا میلاد حرام ہے۔

☆ اولاً تو میلاد شریف ہمیشہ رات کو نہیں ہوتا بلکہ دن میں بھی ہوتا ہے۔ جہاں رات کو ہو، وہاں بہت دیر تک نہیں ہوتا۔ دس گیارہ بجے تک قلم ہو جاتا ہے اور اتنی دیر تک لوگ عموماً بیت بھی جاگتے ہی ہیں اگر دیر لگ بھی جائے تو نماز جماعت کے پابند لوگ صبح کو نماز کے وقت جاگ جاتے ہیں۔ لہذا یہ اعتراض محض ذکر رسول ﷺ کو روکنے کا بہانہ ہے۔ اگر کبھی میلاد شریف دیر میں قلم ہوا اور اس کی وجہ سے کسی کی نماز کے وقت آگے نہ کھلی تو اس سے میلاد شریف کیوں حرام ہو گیا؟ دینی مدارس کے سالانہ جلسے دیگر مذہبی وقوفی جلسے رات کو دیر تک ہوتے ہیں اور بعض جگہ نکاح کی مجلس آخر رات میں ہوتی ہے۔ رات کی ریل سے سفر کرنا ہوتا ہے تو بہت رات تک جاگنا ہوتا ہے۔ کہو کہ یہ جلسے یہ نکاح، یہ ریل کا سفر حرام ہے یا حلال؟ جب یہ تمام چیزیں حلال ہیں تو محفل میلاد پاک کیوں حرام ہوگی؟

● نعت خوانی حرام ہے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا گانا ہے اور گانے کی احادیث میں نہائی آئی ہے۔ اسی طرح تقسیم شیرینی بھی اسراف ہے۔

☆ نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور ﷺ کی نعت ہے۔ گزشتہ انبیائے کرام نے حضور ﷺ کی نعت خوانی کی صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے۔ خود حضور ﷺ نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسانؓ نے نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لائے تھے تو حضور ﷺ ان کے لیے مسجد میں منبر بچھوا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے اور حضور ﷺ دعائیں دیتے تھے کہ اللہم ابدہ بروح القدس، اے اللہ حسان کی روح القدس سے امداد کر۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسانؓ کو مجلس مصطفیٰ ﷺ میں منبر دیا گیا۔ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ شریف میں ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ کو قافح ہو گیا تھا اور کوئی علاج مفید نہ ہوتا تھا۔ آخر کار قصیدہ بردہ شریف لکھا اور رات کو خواب میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر سنایا۔ شفا بھی پائی اور انعام میں چادر مبارک بھی ملی۔ نعت شریف سے دین و دنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مولانا جامیؒ امام ابو حنیفہؒ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہم غرضیکہ سارے اولیاء و علماء نے نعمتیں لکھیں اور پڑھی ہیں۔

تقسیم شیرینی بہت اچھا کام ہے۔ غوثی کے مقدمہ پر کھانا کھانا اور مشائی تقسیم کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ حقیقہً دلچسپ و غیرہ میں کھانے کی رسم نہ ملتی ہے اس لیے کہ غوثی کا مقدمہ ہے۔ خاص نکاح کے وقت خڑے

فیہ ولدت وفيہ النزل علی وحی کچھ ترجمہ: ”حضور ﷺ سے دو شنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔“

ثابت ہوا کہ دو شنبہ (پیر) کا روزہ اس لیے سنت ہے کہ یہ دن حضور ﷺ کی ولادت کا ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں ● یادگار منانا سنت ہے ● اس کے لیے دن مقرر کرنا سنت ہے ● حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے روزہ اور نوافل یا مالی جیسے صدقہ اور خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ ﷺ کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی، ہم اس کے شکر یہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿فمن احق واولیٰ بموسىٰ منکم﴾ کچھ ہم موسیٰ ﷺ سے تم سے زیادہ قریب ہیں ﴿فصامہ و امر بصیامہ﴾ کچھ خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا۔ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا آئندہ سال اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی روزہ چھوڑا نہیں بلکہ زیادتی فرما کر مشابہت الکل کتاب سے بچ گئے۔

مہنگانہ نمازوں کی رکعتیں مختلف کیوں ہیں؟ فجر میں دو، مغرب میں تین، عصر میں چار۔ یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم ﷺ نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے، صبح کے وقت دو رکعت بطور شکر یہ ادا کیں حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل ﷺ کا فدیہ دینے پایا۔ لخت جگہ کی جان بچی اور قربانی منظور ہوئی چنانچہ آپ نے چار رکعتیں شکر یہ ادا کیں یہ ظہر ہوئی وغیرہ

معلوم ہوا کہ نماز کی رکعات بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی یادگار ہیں۔ حج تو اول تا آخر ہاجرہ واسماعیل و ابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے۔ اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا مگر صفا و مردہ کے درمیان چلنا، بھاگنا، منیٰ میں شیطان کو ٹکڑا مارنا بدستور ویسے ہی یادگار کے طور پر موجود ہے۔

ماہ رمضان خصوصاً شب قدر اس لیے افضل ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾ اور فرماتا ہے ﴿انا انزلہ فی لیلة القدر﴾ جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ ماہِ قیامت اعلیٰ ہو گئے تو صاحب قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے تا قیامت رقیق

تقسیم کرنا بلکہ اس کا لٹانا سنت ہے۔

محفل میلاد بھی اہم دینی کام ہے۔ اس سے پہلے ال قرابت میلاد خوانوں اور مہمانوں کو کھانا کھانا بعد میں حاضرین میں تقسیم شیرینی کرنا اسی میں داخل ہے۔ اس تقسیم کی اصل قرآن وحدیث سے ملتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے ﴿یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدیٰ نجویکم صدقۃ ذالک خیر لکم واطہر کچھ ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب تم رسول سے کچھ آہستہ عرض کرنا چاہو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ دے دو یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستر ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شروع اسلام میں مالداروں پر ضروری تھا کہ جب حضور ﷺ سے کوئی ضروری مشورہ کریں تو پہلے خیرات کریں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار خیرات کر کے حضور ﷺ سے دس مسئلے پوچھے بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اگرچہ اس کا وجوب منسوخ ہو گیا مگر حاجت اصلہ اور استحباب تو باقی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء اللہ پر کچھ شیرینی لے کر جانا اور مرشدین و صلحاء کے پاس کچھ لے کر حاضر ہونا مستحب ہے۔ اسی طرح احادیث و قرآن یا دینی کتب کے شروع کرنے وقت کچھ صدقہ کرنا بہتر ہے۔ میلاد شریف پڑھنے سے پہلے کچھ خیرات کرنا کارِ ثواب ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ تنہی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے سورۃ البقرہ بارہ سال کی مدت میں اس کے رموز اسرار کے ساتھ پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو ختم کے دن ایک اونٹ ذبح کر کے کھانا پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ اس سے اہم کارِ خیر سے فارغ ہو کر تقسیم شیرینی و طعام ثابت ہوا میلاد پاک بھی اہم کام ہے۔

یہ تقسیم اسراف نہیں ہے کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ﴿لا خیر فی السرف﴾ کچھ اسراف میں بھلائی نہیں۔ آپ نے فوراً جواب دیا ﴿لا سرف فی الخیر﴾ کچھ بھلائی میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔

● کسی کی یادگار منانا اور دن تاریخ وقت مقرر کرنا شرک ہے اور میلاد شریف میں یہ دونوں میں لہذا یہ بھی شرک ہے۔

☆ خوشی کی یادگار منانا سنت اور دن و تاریخ مقرر کرنا مستون۔ اس کو شرک کہنا اجتہاد درجہ کی جہالت و بے دینی ہے۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ کو حکم دیا ﴿و ذکرہم باہام اللہ﴾ یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلانے جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔ معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ﴿حسنل رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنين فقال

الاول اور اس کی بارہویں تاریخ اعلیٰ وافضل کیوں نہ ہوں؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے دن کو روز عید قرار دے دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جس دن جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی، وہ دن وہ تاریخ تا قیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے۔ دیکھو جمعہ کا دن اس لیے افضل ہے کہ اس دن میں گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش، انیس سجدہ کرنا، ان کا دنیا میں آنا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگانا۔ یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔ یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا۔ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا پھر آئندہ قیامت کا آنا یہ سب جمعہ کے دن ہے لہذا جمعہ ”سید الايام“ ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خوشی یا عبادت کی یادگاریں منانا عبادت ہے۔ اگر کسی چیز کا مقرر کرنا شرک ہے تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ امتحان مقرر، تعطیل کے لیے ماہ رمضان مقرر، دستار بندی کے لیے دورہ حدیث مقرر مدرسین کی تنخواہ مقرر، کھانے اور سونے کے لیے وقت مقرر، جماعت کے لیے گھنٹہ اور وقت مقرر، نکاح، ولیمہ اور عقیقہ کے لیے تاریخیں کیوں مقرر ہیں؟ میلاد شریف کو شرک کہنے کے شوق میں اپنے گھر کو تو آگ نہ لگاؤ۔ یہ تاریخیں محض عادت کے طور پر مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس تاریخ کے علاوہ اور تاریخ میں محفل میلاد چارز ہی نہیں۔ پھر بارہ ربیع الاول میں ہر جگہ پودے ماہ میلاد شریف ہوتے رہتے ہیں۔ سوائے دیوبند کے ہر جگہ دستور ہے بلکہ سنا گیا ہے کہ وہاں بھی عام باشندے میلاد شریف برابر کرتے ہیں۔

ان اعتراضات سے معلوم ہوا کہ مانعین کے پاس شرعاً کوئی دلیل حرمت موجود نہیں۔ انہیں یوں ہی ایک چڑ پیدا ہو گئی ہے اس لیے محض قیاسات باطلہ سے محافل میلاد شریف کو حرام کہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ

مٹ گئے مٹے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا



آتے رہے انبیاء کما قبل لهم

والخاتم حاکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام

آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم



ماہ ربیع الاول شریف میں دنیا بھر کے مسلمان اپنے آقا و مولیٰ تاجدار و دو عالم ﷺ کی ولادت و باسعادت کے موقع پر حسب استطاعت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جلسہ، جلوس، چراغاں، صدقہ و خیرات سب اسی خوشی کے مظاہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کے شکر یہ کے انداز ہیں۔ کچھ ذوق لطیف بلکہ نور ایمان سے محروم ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام امور کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے تاہم وہ وقت بے وقت اپنے دل کا اہال نکالتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اہل سنت و جماعت کے چند خطباء اور مقررین ہیں جو تبلیغ دین کو ایک مشن بنانے کی بجائے سنی سنائی باتوں یا غیر مستند کتابوں کے حوالے سے روایات بیان کر کے جوش خطابت کے جوہر دکھانے پر اکتفا کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام جذبات کی رو میں بہہ کر نعرہ بکیر اور نعرہ رسالت لگا کر خوش ہو جاتے ہیں۔

حال ہی میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۷ھ) کے نام سے ایک کتاب ”السعة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم“ دیکھنے میں آئی ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ کے فضائل و محامد کے ساتھ ساتھ میلاد شریف منانے کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ مقررین حضرات کے لیے یہ کتاب بڑی دلچسپی کی چیز ثابت ہوئی ہے، اکثر خطباء اس کے حوالے سے اپنی تقریروں کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

اس کتاب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے میلاد شریف پڑھنے کے فضائل اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

① جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

② جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا۔ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ

③ جس شخص نے حضور انور ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

④ جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی، میلاد پڑھنے کے سبب وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ ہی جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اس کے علاوہ حضرت حسن بصری، جنید بغدادی، معروف کرخی، امام رازی، امام شافعی، سری سقطی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند سوالات پیدا ہوتے ہیں، اکابر علماء اہلسنت سے درخواست ہے کہ وہ ان کا جواب مرحمت فرمائیں:

① فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ علامہ ابن حجر کی فرماتے ہیں کہ ”معتبر اور مستند حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں حجت ہے۔“ ۱

شیخ ابیوخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ”صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔“ ۲

علامہ ابن حجر کی صدی ہجری میں ہوئے ہیں، لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سیں، لہذا وہ سند معلوم ہونی چاہئے جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اسناد دین سے ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔“ ۳

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء نے، تم ان سے دور رہنا۔“ ۴

سوال یہ ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، ملا علی قاری، علامہ سیوطی، علامہ بیہقی قدس سرہ اور امام

اور دیگر علماء اسلام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے؟ جبکہ ان حضرات کی وسعت علمی کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔

③ خود ان اقوال کی زبان اور انداز بیان بتا رہا ہے کہ یہ دسویں صدی کے بعد تیار کیے گئے ہیں۔ میلاد شریف کے پڑھنے پر درہم خرچ کرنے کی بات بھی خوب رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں نہ تو میلاد شریف کی کوئی کتاب تھی جو پڑھی جاتی تھی اور نہ ہی میلاد کے پڑھنے کے لیے انہیں درہم خرچ کرنے اور فیس ادا کرنے کی ضرورت تھی۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ صرف ربیع الاول کے مہینے میں ہی میلاد شریف مناتے تھے بلکہ ان کی ہر محفل ہر نشست محفل میلاد ہوتی تھی، جس میں حضور ﷺ کے حسن و جمال، فضل و کمال اور آپ کی تعلیمات کا ذکر ہوتا تھا آج یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ ماہ ربیع الاول اور میلاد شریف میں صرف حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہونا چاہئے بلکہ بعض اوقات تو موضوع سخن صرف میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرنا ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا کہ ہر مقرر اپنی تقریر میں میلاد شریف کے جواز پر دلائل پیش کر کے اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے اور جلسہ برخاست جاتا ہے حالانکہ میلاد منانے کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا و رسول کی محبت مضبوط سے مضبوط تر ہو اور کتاب و سنت مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہماری بعض محفلیں مستند روایات کے حوالے سے میلاد شریف کے بیان سے خالی ہوتی ہیں اور عمل کی تو بات ہی نہیں کی جاتی۔

④ علامہ یوسف بن اسماعیل بیہقی قدس سرہ نے جواہر البحار کی تیسری جلد میں صفحہ ۳۲۸ تا ۳۳۷ تک علامہ ابن حجر کی ہاتھی کے اصل رسالہ ”النعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم“ کی تلخیص نقل کی جو خود علامہ ابن حجر کی نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات پوری سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی، تلخیص سندوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں: ”میری کتاب واضعین کی وضع اور طبع و مفتخری لوگوں انتساب سے خالی ہے۔ جبکہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو میلاد نامے پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر میں مؤلف اور جمہوری روایات موجود ہیں۔“ ۵

اس کتاب میں خلفاء راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابن حجر کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ علامہ سید محمد عابدین شامی (صاحب رد المحتار) کے ہاتھ میں علامہ سید احمد عابدین شامی نے اصل ”نعمة کبریٰ کی شرح“ ”نور السیر“ مولد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لکھا سات علامہ بیہقی نے جواہر البحار

جلد ۳: صفحہ ۳۳۷ سے ۳۷۷ تک نقل کیے ہیں۔ اس میں بھی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذکورہ بالا اقوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ضرورت ہے کہ محافل میلاد میں حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات بھی بیان کی جائیں۔ میلاد شریف کی روایات مستند اور معتبر کتابوں سے لی جائیں مثلاً مواہب اللدنیہ، سیرت طیبہ، خصائص کبریٰ، زرقانی علی المواہب، مدارج النبوة اور جواہر البحار وغیرہ۔ اگر صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے خاصا مواد جمع کیا جاسکتا ہے۔

اگر مواد یکجا مطلوب ہو جس سے با آسانی استفادہ کیا جاسکے تو اس کے لیے سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توحفی، میلاد النبی از علامہ احمد سعید کاظمی، الذکر الحسین از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ومن مصطفیٰ از علامہ سید محمود احمد رضوی، حوالہ الاحتفال بالمولد النبوی الشریف از محمد بن علوی المالکی الحسنی، مولد العروس از علامہ ابن جوزی اور حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تطہیر الجنان، ص: ۱۳

۲۔ مقدمہ مشکوٰۃ شریف

۳۔ مسلم شریف، ج: ۶، ص: ۱۲

۴۔ ایضاً، ص: ۹

۵۔ جواہر البحار، ج: ۳، ص: ۳۲۹



اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ

ان سانئیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

محافل میلاد کے چند اصلاحی پہلو

مولانا محمد احمد صاحب

اس موضوع پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور جشن میلاد کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ ایام کی یاد منانے میں وہ آیات واحادیث پیش کی گئی ہیں جن میں اللہ کی نعمتوں اور نعمتوں کے ایام کی یاد منانے کی تاکید کی گئی ہے اسی طرح وہ آیات واحادیث جن میں نعمتوں کا چرچا کرنے اور ان پر خوشی منانے کا حکم آیا ہے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا میلاد مبارک سارے جہان بالخصوص اہل ایمان کے لیے اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت اور یوم نعمت پر جشن مسرت جائز و مستحسن بھی ہے اور سچی غلامی و وفاداری کا تقاضا بھی بشرطیکہ کوئی ایسا کام نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو۔ جائز حدود میں رہ کر خوشیاں منائی جائیں اور اپنے کردار و عمل سے بھی وقار و عظمت کا اظہار کیا جائے۔

مروجہ امور کی تفصیل بتائیں تو قابل اصلاح پہلو بتائے جاسکتے ہیں۔ مختلف ممالک اور علاقوں میں کیا کیا رواج ہے اس کی تفصیل بروقت دشوار ہے۔ ہمارے دیار میں یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے یا بڑے پیمانے پر محفلیں اور جلسے منعقد ہوتے ہیں جن میں سیرت پاک ﷺ اور دوسرے دینی موضوعات پر تقریریں ہوتی ہیں اور نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں قابل اصلاح پہلو وہی ہے جو دوسرے جلسوں میں ہے۔ جو کچھ بیان کیا جائے وہ مستند ہو ایسی باتیں بیان کی جائیں جن سے سامعین کے علم، عمل، عقائد کی پختگی اور عقیدت کے حسن میں اضافہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رات یا دن کا قیمتی وقت صرف کرنے کے بعد بھی عوام کو فائدہ بہت کم ہو ان کے ذہن میں صرف مقرر کا ذکر بیان رہ جائے یا نعت خواں کا ترنم نہ علم رہے نہ جذبہ عمل اور نہ عقائد کی صلابت۔

جلسوں میں یہ ہوتا ہے کہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے یا کہیں ٹھہر کر نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس میں بھی یہ ملحوظ رہے کہ جو پڑھا جائے وزن و معنی ہر لحاظ سے درست اور مستند ہو۔ سرکار ﷺ کی عظمت کا اظہار اور عقیدت کی بیداری مقصود ہو صرف اپنے کمال کا اظہار مقصود نہ ہو۔ محبت کرنے میں لہو و لعب اور لہنی مذاق سے پرہیز ہوتا کہ اس یوم عظیم کی عظمت اور اس کا وقار ظاہر ہو۔ بہتر ہے جب نعتیں پڑھی جائیں تو مختصر درود یا کلمہ اور کسی مختصر ذکر کی تکرار میں شوق و اشتغال رکھا جائے تاکہ ذہن و فکر اور زبان و اعضاء کے لیے دوسری کسی سمت جانے سے امان حاصل ہو۔

سیرت پاک ﷺ پر ہر زبان میں بہت سا کام کیا ہوا موجود ہے، بس نظر ثانی کر کے حالات اور جدید تقاضوں کے مطابق نیا انداز دینے اور عام فہم بنانے کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔ یہ کام بھی بہت آسان نہیں، تجربہ، محنت اور خاصا وقت ضرور درکار ہوگا۔

سیرت طیبہ میں اس پہلو کو واضح کیا جائے کہ بعثت خاتم النبیین ﷺ کے موقع پر فکری و عملی آوارگی کیا تھی؟ سرکار ﷺ نے کس طرح دین حق اور اخلاق فاضلہ کو انسانوں کی زندگی میں اتارا۔ پھر یہ بتایا جائے کہ آج بعض قومیں دنیا کو پھر اسی فکری و عملی پستی کے غار میں ڈالنا چاہتی ہیں جس سے نکال کر بغیر اسلام ﷺ نے انسانیت کو ایک بلند مقام پر پہنچایا تھا۔ اس لیے اہل خرد اگر پستی سے نکلتا اور بلندی پر پہنچنا چاہتے ہیں تو انہیں رسول اکرم ﷺ کی ہدایات و تعلیمات کو نگلے لگا لینا ہوگا ورنہ اپنے نرے انجام کے ذمہ دار وہ خود ہی ہوں گے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب سیرت اسی انداز پر تیار ہو کہ اس میں قابل اعتراض مقامات کو پہلے صحیح اور مستند شکل میں پیش کیا جائے پھر اعتراض کر کے جواب واضح کر دیا جائے اور یہ کتاب انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی جائے۔ مگر اس طرح کے مواد کا عنوان ایسا ہونا چاہیے کہ تلاش کرنے والا بہت جلد اسے پا جائے، بلکہ اس کی ایسی تشہیر ہونی چاہیے کہ تلاش کرنے والے کے علم میں آجائے کہ اس موضوع پر فلاں لفظ کے تحت معلومات فراہم کی گئی ہیں۔



زمین و زمان تمہارے لیے، کمین و مکان تمہارے لیے

چمن و چٹان تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زبان تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھے بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے ہندم، رسول حشم، تمام اُمم، غلام کرم

دجود عدم، حدوث و قدیم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصلت کل، ولایت کل، سیادت کل، امارت کل

کلومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک

زمین و ملک، تاک و مک میں سے نکال تمہارے لیے

بعض جگہوں میں اس موقع پر چراغاں اور آرائش و زیبائش میں مقابلے کا رواج چل پڑا ہے۔ ایسے مقابلوں کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ افادیت۔ بغیر کسی مقابلے کے بس اتنا اہتمام کافی ہے کہ ہمارے بچوں اور دوسرے لوگوں پر یہ عیاں ہو جائے کہ آج مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔ پوری دنیا کو پاکیزگی اور نجات کی راہ دکھانے والے رحمت عالم ﷺ کے میلاد پاک کا دن ہے۔ مناسب ہوگا کہ آرائش کے مصارف کم کر کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور سیرت طیبہ سے متعلق مستند اور دل نشین کتابیں ضرورت مندوں میں تقسیم کی جائیں۔ قبیضوں، ناداروں، تنگ دست بیماروں کی ضروریات معلوم کر کے ان کی مدد کی جائے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے کمزوروں اور پریشان حالوں کے دکھ درد میں ان کی خبر گیری فرمائی، اس اسوۂ حسنہ کو ہم بھی اپنانے کی کوشش کریں۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو زندہ کرنا بھی ان کی یاد ماننے کا ایک باوقار طریقہ اور قابل تقلید نمونہ ہوگا۔

الف) سیرت پاک ﷺ کے مختلف حصوں کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا جائے اور ایک دو ماہ قبل یا اور پہلے مقررین کو عنوانات دے دیے جائیں تاکہ مستند کتابوں کی روشنی میں وہ ان عنوانات کے مواد اور ان کے سبق آموز گوشے سلیس اور دل پذیر انداز میں جمع کریں۔ پھر انہیں بھرپور تیاری کے ساتھ اس طرح بیان کریں کہ لوگ دلچسپی سے سنیں، دل و دماغ میں بٹھائیں اور قابل عمل گوشوں کو اپنی زندگی میں اتاریں۔

ب) ذیلی عنوانات پر الگ الگ عام فہم اور اثر انگیز کتابیں بھی تیاری جاسکتی ہیں۔ اس طرح کہ یہ سلسلہ وار خاص ترتیب کے ساتھ لکھی جائیں کہ اگر اکٹھی کی جائیں تو مکمل کتاب سیرت کا کام دیں اور الگ الگ ہوں تو اجزا اور حصوں کا کام دیں۔ پھر پورا سیٹ یا الگ الگ اجزا حسب طلب لوگوں میں تقسیم کیے جائیں۔ برائے نام کچھ قیمت بھی رکھی جائے تاکہ وہی لوگ حاصل کریں جو پڑھ سکیں اور فائدہ اٹھائیں۔

ج) نمبر (الف) کے مطابق تقریروں کی کیٹیشیں تیاری جائیں تاکہ جو پڑھنے کے بجائے سننے سے دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس راہ سے سیرت آشنا اور سیرت طیبہ سے اثر پذیر ہوں۔ نمبر (ب) کی سی ڈی بہ کثرت تیار کر کے ان لوگوں کو دی جاسکتی ہیں جو کمپیوٹر پر یا خود پر پرنٹ نکال کر مطالعہ کریں۔ یہ کتابیں انٹرنیٹ پر بھی دی جاسکتی ہیں۔

د) تقریر و تحریر ملکوں اور علاقوں کے لحاظ سے مختلف زبانوں میں تیار ہونی چاہیے ورنہ افادیت کسی ایک خطے یا ملک تک محدود رہے گی۔ بہتر ہوگا کہ ہر ملک اور علاقہ کے لوگ باہم رابطہ کر کے مناسب انداز اور مستند ماخذ کی روشنی میں یہ کام کریں یا الگ الگ کریں تو بھی یہ لحاظ ضرور رکھیں کہ جو کچھ تیار ہو وہ مستند، موثر اور دل نشین ہو۔

بعث نبوی کے ابدی و سرمدی پیغام کو عام کرنے کے لیے جدید وسائل کا استعمال

مولانا عبدالرحمن مصباحی

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت تمام مخلوقات اور عالم کے لیے نعمت عظمیٰ و عطیہ کبریٰ ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا ایسا احسان و انعام ہے کہ دیگر نعم الہیہ اس کے بالقابل کم درجہ کی ہیں۔ رسول گرامی و قار ﷺ سارے جہاں کے لیے سراپا رحمت و ہدایت ہیں۔ ایمان کی روح اور جوہر اصلی آپ کی محبت و الفت اور تعظیم و تکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم مطلق رکھا ہے، اسے کسی زمان و مکان اور قیود و شرائط سے متعین نہیں فرمایا ہے۔ وہ تمام اقوال و افعال اور اعمال جس سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہو جائز و مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا، اظہار فرج و سرور سال بہ سال اس کی تجدید و تعیین، یوم و وقت یہ تمام امور نہ صرف جائز بلکہ مستحب و کار ثواب ہیں۔ اکابر علماء و محدثین نے میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر دینی اجتماعات و محافل کے انعقاد کو مستحب و کار ثواب قرار دیا ہے۔ 'مصر' شام' یمن' حرمین طہین' اندلس اور پاک و ہند میں صد ہا سال سے محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد اور اہتمام رائج و معمول ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، امام زرقانی، امام شمس الدین سخاوی، ملا علی قاری، امام ابو شامہ، امام نووی، امام قسطلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی، حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحیم اللہ وغیرہم نے اپنی تصنیفات میں میلاد النبی کے موقع پر دینی محافل کے انعقاد کے جواز و استحسان کو مضبوط و ناقابل تردید دلائل کے ساتھ ثابت فرمایا ہے۔

حصول برکت کے لیے یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ ملا علی قاری اپنی تصنیف لطیف المسودہ السروی فی المولد النبوی میں تحریر فرماتے ہیں: فکثرہم بذالک عنایہ اہل مصر والشام ولسطان مصر فی تلک اللیلۃ من العام اعظم مقام قال ولقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین و سبعمائۃ لیلۃ المولد عند الملک الظاہر برفوق رحۃ اللہ علیہ بقلعۃ الجبل العلویہ افریت ما ہالی و سربلی و مساسی لی و حررت ما التقی فی تلک اللیلۃ علی القرائ و الحاضری من الوعظ

والمستلین وغیرہم من الاباح والاحسان والخدمۃ المردین بنحو عشرۃ آلاف مقال من الذهب ما بین خلع و مطعوم و مشروب و خدم و شعور وغیرہا ما یتقیم بہ الضلوع و عدوت فی ذالک خمس و عشرين من القرائ القسین المرسو کولہم مثبتین ولا نزل واحد منہم الا بنحو عشرين خلعة من السلطان ومن الامراء الامیان قال السخاوی قلت ولم یزل ملوک مصر خدام الحرمین الشریفین ممن وفیہم اللہ لہم کثیر من المناکیر والشین ونظروا فی امر الرعیۃ کالوالدین ولدہ و شہروا انفسہم بالعدل فاسعفہم اللہ بجنہہ و مددہ ترجمہ: محافل میلاد کے اہتمام میں اہل مصر و اہل شام سب سے آگے ہیں اور سلطان مصر ولادت باسعادت کی رات ہر سال محفل میلاد منعقد کرنے میں بلا ہنگام رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں 785ھ میں سلطان ظاہر برقوق کے پاس میلاد کی رات اطہل العلویہ کے قلعہ میں حاضر ہوا، وہاں وہ کچھ دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے نہ ملی۔ میں ساتھ ساتھ لکت لکھا جو بادشاہ نے اس رات قراء اور موجود و حقیقین، شعراء اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں، بچوں اور معروف خدام پر تقریر یا دس ہزار مقال سونا، خلعتیں، انواع و اقسام کے کھانے، مشروبات، خوشبوئیں، شمعیں اور دیگر چیزیں عطا کیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت درست کر سکتے تھے۔ اس وقت میں نے بچوں ایسے خوش آواز قراء شاریے جو اپنی مسودہ کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیان سلطنت سے بیس کے قریب خلعتیں لیے بغیر اسلحہ سے اترتا ہو۔ امام سخاوی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے سلاطین جو حرمین شریفین کے خدام رہے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے برائیاں اور عیوب ختم کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی۔ انہوں نے رعیت کے بارے میں ایسا ہی سلوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیام عدل کے ذریعہ شہرت حاصل کی، اللہ تعالیٰ اس معاملے میں انہیں اپنی فیسی مدد سے نوازے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر دینی جلسے اور جلوس کا اہتمام کرنا شرعا جائز و مستحسن ہے۔ جو لوگ اسے بدعت و ضلالت کہہ کر روکتے ہیں وہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے اعدا و دشمنان دین کے آلہ کار ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر منعقد ہونے والے جلسوں اور محافل میں اس امر کا التزام ہونا چاہیے کہ سب لوگ باذیع شریک ہوں اور ہر گرام معنی وقت پر شروع ہوا اور صرف تین گھنٹہ ہی چلے جس میں غیر فاسق

شعراء و نعت خواں نعتیہ قصائد خوشوع و ادب کے ساتھ پیش کریں، پھر دو تقریریں ہوں جو مستند اور مدلل روایات کے ساتھ تعلیمی و تبلیغی انداز میں ہوں تاکہ سامعین رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو اپنے اندر اپنانے کی رغبت محسوس کریں۔ تقاریر میں لب و لہجہ متین و سنجیدہ ہو کیونکہ ادب پُر زور اور پُر شور انداز غیر موثر ہو چکا ہے۔

ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر پوری دنیا کے اصحاب و دانش کی توجہات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ملتفت کرنے اور نور نبوی سے کسب فیض کی غرض سے جلوس نکالنا بہتر اور مستحسن ہے لیکن عام جلوس کے بجائے علماء اور علمائین شہر کو شامل کر کے جلوس نکالا جائے، جس میں خوشبو اور عطریات کا استعمال ہو، خوش الحان نعت خواں قصائد پڑھیں، پورا مجمع شائستگی کو ملحوظ رکھے، چھوٹے بچے اور فساق و فجار کی بے ہنگم آواز نہ ہو جس سے مثبت اثر کے بجائے منفی تاثر قائم ہو۔ آج کے اس مصروف دور میں رات 11 بجے جلسوں کے آغاز اور صبح کو اختتام نے پڑے دیکھے لوگوں کو دینی جلسوں سے دُور کر دیا ہے۔ اس لیے اس طبقے کو دعوت سے قریب کرنے کے لیے سیرت کے اہم گوشوں پر مبنی توسیعی خطبات کا اہتمام کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس عالم انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ ہے یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کی سیرت مبارکہ نمونہ عمل اور آئیڈیل ہے۔ اس لیے رسول اقدس علیہ التحیۃ و الثناء کے حاسن حمیدہ کی نشر و اشاعت کا جدید طریقہ اس طرح اپنایا جائے کہ سکولوں اور دنیاوی کالجوں میں زیر تعلیم طلبہ کے لیے دینی مدارس کی جانب سے سیرت کے متعلق تقریری مقابلے اور کونفر کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔ اس موقع پر مسلم تنظیموں اور مقامی کھیلوں کو رفاہ عامہ کے امور پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ محلے اور آبادی کی صفائی کا اہتمام کریں، اسراف و تہذیر سے بچھوئے روشنی اور آرائش کا اہتمام کریں، غربا و فقراء کی مدد و اعانت کا خاص انتظام کریں اور اجتماعی طور پر قرآن شوال اور اذکار و شریف کی مجالس کا انعقاد کریں اور مسلم گھروں میں سیرت طیبہ کے روشن نکات کو بچوں کے ذہنوں میں نقش کرنے کی تدبیر اپنائیں۔

دور جدید بے کرداری کا دور ہے، مادیت کی چکا چوند نے روحانیت اور روحانی اقدار کو کافی پیچھے دھکیل دیا ہے۔ سائنسی ایجادات کی تیز رفتاری نے سب کو جلت پسند بنا دیا ہے۔ مبر و ضبط، تحمل و روا داری اختیار کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ سماج میں اقدار و اخلاق کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ ہر شخص لامذہبیت کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اسلام سے وابستہ حضرات عقائد و معمولات کو جدید دور سے ہم آہنگ کرنے کی فکر میں مسلمات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ بعث بعد الموت پر ایمان کے باوجود خواہشات نفس کے ہوا میں وہ کچھ کر رہے ہیں جن کا اسلام میں

کوئی معنی نہیں ہے۔ اس لیے دعوت اسلام کے لیے رفاہی اعزاز زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ سیاسی اور تجارتی اور ادبیات کے متاع اخلاص کو بے حد نقصان پہنچایا ہے اس لیے صوفیاء کا طریقہ تبلیغ جس میں صرف دینا ہی ہو لینا کچھ نہ ہو زیادہ موثر ہو سکتا ہے۔ تبلیغ دین کے ادارے تنظیم، ارباب دعوت، حق و صداقت کی ہر قیمت پر حفاظت کریں اور دوسروں کے لیے 'رول ماڈل' بن کر کردار کی آہنی قوت سے دلوں کو سخر بنائیں۔

جدید دور انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ افکار و نظریات کی تشہیر و اشاعت کے لیے ٹی وی، انٹرنیٹ، سربج اور ذرائع ہیں۔ جسموں پر حکومت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اب گروڈ ہن کو پرغال بنا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کی جاتی ہے۔ آج جدید ذرائع ترسیل سے جو اسلام مخالف اعتراضات مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں وہ یہود و نصاریٰ اور غیر مسلموں کی منظم سازش کا نتیجہ ہیں۔ وہ عہد اسلام کے خلاف افواہ پھیلا کر لوگوں کو اس چشمہ فیض سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ انسانی کے تمام درد کا مداوا ہے۔ اخبارات، رسائل، ٹی وی، انٹرنیٹ پر سیرت نبوی پر اعتراضات کا منشاء امت مسلمہ کی کرب میں مبتلا کرنا ہے۔ اس لیے ہمیں پوری سنجیدگی اور غور و خوض کے بعد ان نازک اور حساس پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر ہی ہونے کرنی ہوگی جنہیں چھیڑنے سے مخالفین کے خیرہ میں گھبراہٹ پیدا ہو۔ اعتراضات کی نوعیت سے بھینچا جائے اسلام کی معذرت خواہانہ تعمیر ہرگز نہ پیش کی جائے بلکہ پوری گہرائی اور تاریخی تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی تردید و ابطال کی کئی کئی جائے اور مقررین کی باتوں کی بے وزنی کو خوب خوب اجاگر کیا جائے۔



اے خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن

یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

اے صالح المؤمنین یا رحمۃ للعالمین

یا امان العالمین یا ملجئ امداد کن

اے عطا پاش اے خطا پوش اے عفو کیش اے کریم

اے سراپا رافت رب العلی امداد کن

اے عظیم اے عالم اے عظام اعظم اے علم

علم تو معنی زعرض دعا امداد کن

کے مراکز قرار دینا۔ ۲

② سادات کا احترام اور رسول اکرم ﷺ کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں۔ ۳

قوت کے مختلف سرچشموں کی نشاندہی کے بعد ان یادداشتوں میں برطانوی محکمہ جاسوسی کی طرف سے مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے اور ان کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی ہدایات دی گئیں جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان ہدایات میں مندرجہ ذیل قابل توجہ ہیں۔

① ضروری ہے کہ بالکل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو سمار کر کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

② دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عمامے اتروائیں تاکہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور عوام علماء کا احترام چھوڑ دیں۔ ۴

③ پیغمبر اسلام ﷺ ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بدعت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی کی جائے۔ ۵

ماضی کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دشمن کے ان پوشیدہ عزائم کو کس نے پورا کیا اور بعض حضرات اب بھی پورا کرنے میں لگے ہیں۔ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اللہ بہتر جانتا ہے۔ شاید ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس عظیم بین الاقوامی سازش کا شکار ہیں۔ ماضی میں یہ سازشیں چھپی چھپی تھیں مگر اب گردش زمانہ نے نقاب الٹ دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم ہوشمندی اور تدبیر سے کام لیں اور اپنی بکھری ہوئی قوت کو یک جا کریں۔ اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں پیدا ہونے والے فرقوں سے دامن کش ہو کر سلف صالحین کی اس راہ کو اپنائیں جس نے ہمیں مد و پروین کا امیر بنایا تھا۔ ہمیں اپنے اسلاف کرام سے رشتہ جوڑنا چاہیے دشمنان اسلام نے یہ رشتہ توڑا ہے اور ہم کو کہیں کا نہ رکھا۔ شکر ہے کہ اب عالم اسلام میں ایک نئی لہر آئی ہے۔ اب عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات ہو رہی ہے۔ ہاں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات ہونی چاہیے اس عشق کی جو این و آں سے بے نیاز کر کے آفاقی بنا دیتا ہے۔ جو پستیوں سے نکال کر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔ جو مہربانے کو سلیمان بنا دیتا ہے۔

ہاں اسوۂ رسول علیہ التحیۃ والثناء کو دل و جان سے اپنائیے۔ ان کی ایک ایک ادا کو دل سے لگائیے۔ ہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کا چہ چاہیے۔ عقل میلا و منائیے کہ آسمان سے زمین تک ان کا چہ چاہیے۔ ۱۱



مجالس عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام صدیوں سے ہوتا چلا آتا ہے۔ آپ ماضی کی طرف پیچھے چلیں ایک صدی پیچھے دو صدی پیچھے اور تمام نو پیدا فرقوں اور جماعتوں کو بھی پیچھے چھوڑتے جائیں۔ تو آپ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوں گے کہ دور جدید کے ہر نو پیدا فرقے اور جماعت کے اجداد کا تعلق اسی ایک جماعت سے تھا جس کو اصطلاح شریعت اور اصطلاح عوام میں ”سوادِ عظیم اہل سنت و جماعت“ کہا جاتا ہے اور جس کا نشان امتیاز صدیوں سے ”محفل میلاد“ رہا ہے۔ لیکن عقل یہ سوال کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات اور تسلسل و تواتر کے باوجود پھر اختلافات نے شدت کیوں اختیار کی اور مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں کیوں بٹ گئے؟ ان اختلافات کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں راقم کے نزدیک ایک اہم سبب سیاسی بھی ہے جو قابل توجہ ہے۔

دواؤ حالی سو سال پہلے دنیا کے تین براعظموں پر پھیلے ہوئے سوادِ عظیم کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برطانوی محکمہ جاسوسی نے ایک جامع پروگرام بنایا اور آنے والی صدیوں میں تسلسل و تہمتی کے ساتھ اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس پروگرام کے مختلف اہداف تھے۔ ان اہداف میں حضور انور ﷺ کی ذات اقدس اور صلحائے امت کی ذوات عالیہ سرفہرست نظر آتی ہیں کیوں کہ ان حضرات عالیہ سے وابستگی دین کا صحیح شعور اور اسلام کی سچی محبت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کو اس حد تک دیوانہ بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔ یہی دیوانگی دشمنان اسلام کے لیے صدیوں سے دوسری بنیٰ اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا کہ اندرونی اور بیرونی سازشوں کے ذریعہ حضور انور ﷺ اور صلحائے امت کی محبت مسلمانوں سے چھین کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کر دیا جائے۔

اٹھارویں صدی کے ایک برطانوی جاسوس ہنرے کی خفیہ یادداشتوں سے دشمنان اسلام کے پوشیدہ عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ ان یادداشتوں میں پہلے قوت کے ان سرچشموں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں سے مسلمان قوت حاصل کرتے ہیں۔ قوت کے ان سرچشموں میں مندرجہ ذیل کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔

① پیغمبر اکرم ﷺ اہل بیت علماء اور صلحاء کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع

وسلام کے گجرے آ رہے ہیں، جار ہے ہیں۔ ذکر بلند ہو رہا ہے۔ ہاں ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بلند یوں کا امین ہے۔ ان کی حیات مبارکہ کی ایک ایک آن رفتوں کی پاسدار ہے۔ وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے جہاں حمد کی چھاڑ پڑ رہی ہے۔ جہاں نعت کی بارش ہو رہی ہے۔

﴿حوالہ جات﴾

۱۔ سورۃ الانعام آیت: ۱۶۰

۲۔ مفرے کے اعتراضات، ص: ۹۸

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً، ص: ۱۰۳

۵۔ ایضاً، ص: ۱۳۰

۶۔ نقوش (رسول نمبر) ج: ۱، ص: ۳۳



اسوۂ رسول کریم ﷺ کی اشاعت

عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ پابرجا و مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو وہ یہ ہے کہ فرزند ان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاص سے حضرت ختم المرسلین ﷺ کے اسوۂ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوۂ رسول ﷺ کی اشاعت کرنا دین و دنیا کی مغفرت و نجات مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبول الہی جملہ سرشتوں کی جان ہے۔

﴿میلا د شریف اور علامہ اقبال از سید نور محمد، ص: ۳۵﴾



مسجد خرقہ شریف افغانستان کی وہ الماری جس میں نبی کریم ﷺ کا جبہ اقدس محفوظ ہے۔ اس متبرک الماری اور ٹرین پر درج صلوٰۃ و سلام کے الفاظ اہل فہم کو دعوت انصاف دے رہے ہیں۔



رجب المرجب 1335ھ میں وہ ٹرین جس میں تبرکات شریف کو استنبول منتقل کیا گیا۔



رجب کی لمبائی و چوڑائی کا اندازہ اس تصویر سے ملو گی کہ یہ کتنا بڑا ہے۔



1118ھ میں اس عمارت کے نام کے ساتھ



شاہ کسری (ایران) خسرو پرویز کا محل۔ نبی کریم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کے وقت اس محل کے 14 برج گر گئے تھے۔



شام کے وہملاات جنہیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر مکہ مکرمہ میں بیٹھے روشن دیکھا۔



مہجڑہ شق القمر کا واضح ثبوت۔ چاند کی سطح پر موجود گہری سفید پٹی اس کے دو ٹکڑے ہونے کی عین دلیل ہے۔



بصرہ شام میں بحیری راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر
بحیری راہب نے نبی کریم ﷺ کی 12 برس کی عمر میں زیارت کی اور تورات و انجیل کے مطابق آپ کی نبوت کی پیشگوئی کی۔